www.KitaboSunnat.com

107- مسافر کی دعا قبول ہوگئی

دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے راقم کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات ہیں کہ ادھر اللہ سے دعا کی اور اسے فوراً ہی بارگاہ الٰہی میں شرفِ قبولیت حاصل ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ اس مضمون کے قارئین کے ساتھ بھی زندگی میں بہت سارے مواقع ایسے آئے ہوں گے کہ ان کی دعا فوراً قبول ہوئی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے رنج وغم دور کر دیے ہوں گے۔

حدیث شریف کے مطابق مسافر کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ اس واقعہ کو آج کم وبیش تیرہ، چودہ سال گزر چکے ہیں یعنی 1997، 1998 کی بات ہے کہ دارالسلام نے ایک عظیم کارنامہ سر انجام دیا۔ علمائے کرام کی ایک ٹیم نے مولانا ابوالاشبال ساکن مکہ مکرمہ، کی قیادت میں تفسیر ابن کثیر کا اختصار کیا۔ جس پر مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری نے نظر ثانی کی تھی۔ اس تفسیر کو ایک جلد میں شائع کرنا تھا۔ فیصلہ ہوا کہ اسے اٹلی سے شائع کیا جائے گا۔ یہ دور ایسا تھا کہ جب دارالسلام بے حد ترقی کر رہا تھا۔ میں کم وبیش ہر دوسرے تیسرے مہینے اٹلی جاتا وہاں کاموں کو سپروائز کرتا۔ چار پانچ دن قیام ہوتا اور بہت سارے کاموں کو آگے بڑھا کر واپس آجاتا۔ اٹلی والوں کے لیے عربی کتابوں کو شائع کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ لیگو پرنٹنگ پریس کا مینجر مسٹر ''مارو'' میرے ساتھ بڑی عزت اور احترام سے پیش آتا۔ میں جو بھی کام لیکر جاتا اسے بڑی اہمیت دیتا اور اسے بہت جلد پرنٹ کر دیتا۔ اب آپ اسے حد سے زیادہ اعتماد کہہ لیں کہ میں نے اٹلی جانے سے پہلے ''مارو'' کو نئے منصوبے سے آگاہ نہ کیا کہ ہمیں ریاض میں گورنمنٹ کے ایک ادارے سے اس تفسیر کا تین ہزار نسخوں کا آڈر مل گیا

تھا اور ان کی شرط تھی کہ صرف دو ماہ کے اندر اسے شائع کر کے مہیا کرنا ہے۔ عام حالات میں تو یہ معمولی بات تھی۔ اٹلی والوں کے ذریعے یہ تفسیر دو دن کے اندر چھپ جانا تھی۔ میں نے بیروت سے فلمیں بنوائیں اور اٹلی جا پہنچا۔ مارو کو جب میں نے اس نئے منصوبے اور ٹائم فریم کے بارے میں بتایا تو اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا: مسٹر مجاہد سوری! ان دنوں ہم نہایت مصروف ہیں۔ ہمارے پاس بہت سے ضروری اور فوری نوعیت کے کام ہیں۔ ہم اس وقت کوئی نیا کام اول تو قبول نہیں کریں گے اور اگر کر لیا تو کئی ماہ بعد ہی دے سکیں گے۔ میرے لیے یہ بالکل انوکھی اور پریشان کن بات تھی۔ میں اس صورت حال پر بہت سٹپٹایا۔ میں نے اسے بڑا سمجھایا کہ اگر ہم نے وقت مقررہ پر کتاب سپلائی نہ کی تو ہمیں جرمانہ ادا کرنا پڑے گا اور ادارے کی ساکھ بھی متاثر ہوگی، مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوا اور کہنے لگا: سوری سر...... میں مجبور ہوں۔

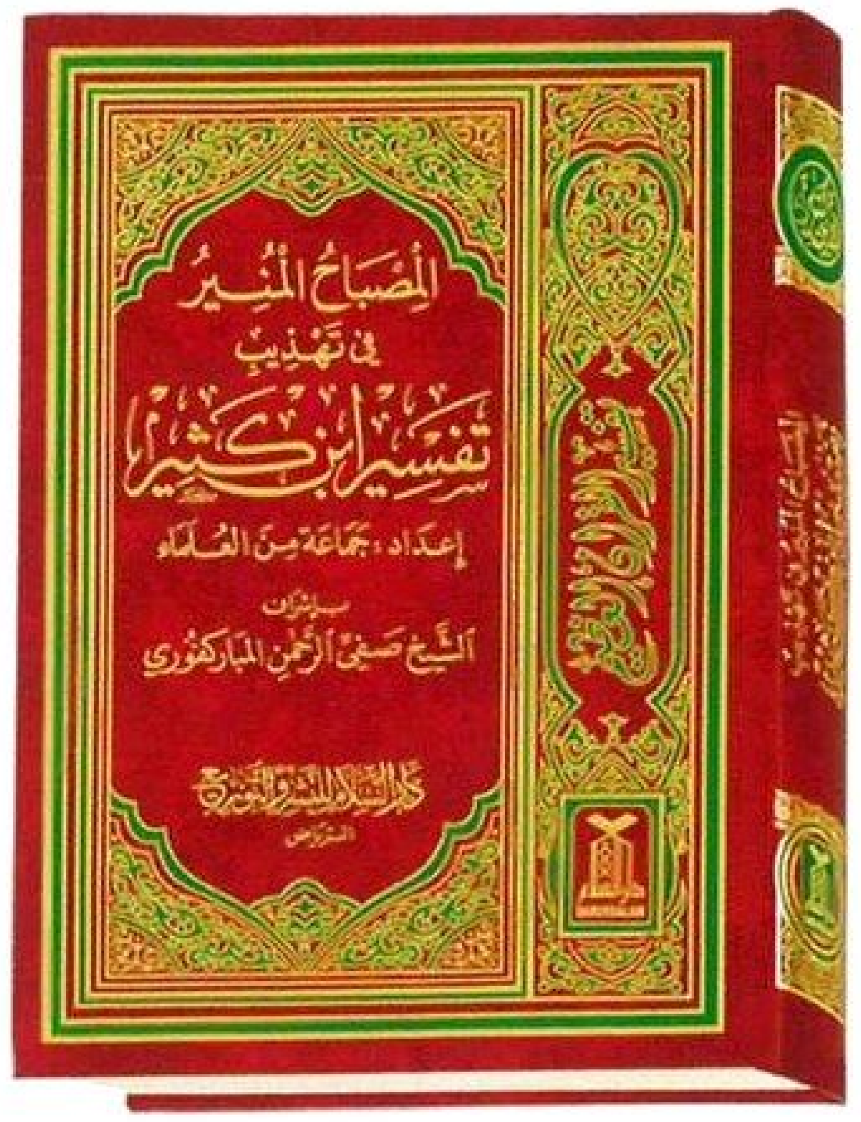

اگلی رات میرے لیے بہت مشکل تھی۔ میں اس خلاف توقع تعطل پر خاصا دل گرفتہ تھا۔ پھر میں نے ایک فیصلہ کیا۔ میں نے اس بارگاہ میں اپنی درخواست پیش کرنے کا فیصلہ کیا جہاں ساری دنیا کے کاموں کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ رات کو اپنے رب کے حضور کھڑے ہو کر دعائیں کیں، میں نے اپنے رب سے گزارش کی: اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ میں مسافر ہوں اور مسافر کی دعا آپ قبول فرماتے ہیں۔ اللہ! کوئی ایسی صورت بن جائے کہ تفسیر اپنے وقت پر چھپ جائے۔ دعاؤں کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ میری اس پریشانی میں مسٹر ''مارو'' بھی شریک تھا۔ وہ میرے ساتھ مکمل تعاون کا خواہاں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: کوئی ایسا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخص بھی ہے جو اس سلسلے میری مدد کر سکے؟ پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہنے لگا: ہاں ایک شخص ہے اور اس کا نام ہے ''اولو واٹو'' یہ اس کمپنی کا مالک ہے اور یہی شخص شیڈول میں تبدیلی کا مجاز ہے۔ میری اس سے ایک مرتبہ پہلے بھی ملاقات ہو چکی تھی۔ یہ شخص سال میں دو یا تین مرتبہ پرنٹنگ پریس میں آتا تھا۔ اس کا اپنا ہوائی جہاز تھا خود ہی پائلٹ تھا۔ کتنی ہی کمپنیوں کا مالک تھا۔ میں نے پوچھا: وہ کب آئے گا؟ اس کا کوئی پروگرام ہمارے علم میں نہیں ہوتا۔ نہ ہی ہم اس سے پوچھ سکتے ہیں مارو نے کہا۔ اس پریس میں ہمارے کتنے ہی کام ان دنوں ہو رہے تھے۔ میں صبح سے شام تک پریس میں رہتا اور پروف چیک کر کے ان کی منظوری دیتا رہتا۔ میرا قیام ابھی دو دن باقی تھا۔ مارو مجھے صبح سویرے میرے ہوٹل سے لے لیتا تھا۔ اگلے روز صبح سویرے آیا تو مجھے کہنے لگا: مسٹر مجاہد تمہارے لیے میرے پاس ایک سرپرائز نیوز ہے۔ وہ کیا؟ مسٹر ''اولو واٹو'' آج ہمارے ہاں آرہا ہے۔ اس نے کمپنی کے ڈائریکٹر کے ساتھ میٹنگ کرنی ہے۔ میں خوشی سے اچھل پڑا، تو پھر ملاقات کی کوئی صورت؟ اس نے معذرت کر لی کہ میں کوئی وعدہ نہیں کر سکتا تاہم کوشش کریں گے کہ کسی صورت ملاقات ہو جائے۔ وہ چند گھنٹوں کے لیے آرہا ہے۔ اس کا شیڈول بڑا ہی مصروفیت والا ہے۔ میں نے کہا: کوئی بات نہیں، جب اللہ اسے لے آیا ہے تو ملاقات بھی ہو ہی جائے گی۔

قارئین کرام! میرے رب نے میری دعا قبول کر لی تھی۔ وہ لمبی کہانی ہے کہ اس سے ملاقات کیسے ہوئی اور کیا گفتگو ہوئی اس کی تفصیل میں اپنی کتاب سنہری یادوں میں ذکر کر رہا ہوں۔

اتنی بات ضرور ہے کہ ہم نے کھڑے کھڑے ایک لمبی میٹنگ کی۔ اس نے مسٹر مارو کو بلوایا اور کہنے لگا: مسٹر مجاہد ہمارے لیے اہم کسٹمر ہے ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔ تم اپنے شیڈول میں جیسے بھی ہو تبدیلی کرو اور اس کا کام پہلے کر دو۔ مارو پہلے ہی یہی چاہتا تھا۔ اس طرح الحمد للہ ہماری تفسیر وقتِ مقررہ پر ''ریاض'' پہنچ گئی۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

108- سیدنا ابو ہریرہ کی والدہ کے لیے دعا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: میری والدہ مشرکہ تھیں۔ میں انہیں گاہے بگاہے اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا جس پر وہ اکثر ناراضگی کا اظہار کیا کرتی تھیں۔

ایک روز میں نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو وہ غصے میں آگئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے متعلق کچھ نامناسب باتیں ان کے منہ سے نکل گئیں۔ مجھے نہایت رنج ہوا۔ میں روتا ہوا خدمت نبوی میں پہنچا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا رہتا ہوں، مگر وہ ہمیشہ انکار کیا کرتی ہیں۔ آج میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو غصے میں آکر انہوں نے آپ کے متعلق ایسی باتیں کہہ ڈالیں جن پر مجھے شدید رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ وہ میری والدہ کو ہدایت عطا فرمائے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے بڑی فیاضی اور خندہ پیشانی سے دعا فرمائی: ''اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما۔''

والدہ کے حق میں رسول اللہ ﷺ کی دعا پا کر مجھے بے اندازہ خوشی ہوئی۔ میں گھر واپس آیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ والدہ نے میرے قدموں کی چاپ سن لی تھی۔ بولیں ابو ہریرہ! ٹھہرو۔ ابھی دروازہ کھولتی ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اتنے میں مجھے پانی کے چھینٹے پڑنے کی آواز آئی۔ والدہ نے جلدی جلدی غسل کر کے، کپڑے پہن کر، دوپٹہ لے کر دروازہ کھولا۔ دروازہ کھولتے ہوئے کہنے لگیں: ''ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

میں الٹے پاؤں خدمت نبوی میں حاضر ہوا۔ اب کے مارے خوشی کے روتا جاتا تھا۔ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! بڑی خوشخبری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرما کر میری والدہ کو ہدایت عطا فرما دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور بھلائی کی دعا دی۔ عرض کیا: یارسول اللہ! ایک دعا اور کر دیجیے۔ یہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو مسلمانوں کا اور مسلمانوں کو ہمارا محبوب بنا دے۔ آپ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! اپنے اس بندے ابو ہریرہ کو اور اس کی والدہ کو مسلمانوں کا محبوب بنا دے اور مسلمانوں کو ان کا محبوب بنا دے۔''

چنانچہ دعائے رسول ﷺ کی برکت سے جو بھی مسلمان میرے متعلق سنتا ہے یا مجھے دیکھتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔

قرآنی دعا

رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿65﴾ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ﴿65﴾

الفرقان

صحیح مسلم، حدیث:2491.

109- مہمان نوازی کا صلہ

محترم قارئین! جب کسی کا عزیز، رشتہ دار، دوست یا پڑوسی فوت ہو جائے تو ہم بڑے اہتمام سے اس کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جنازہ کیا ہے؟ سادہ الفاظ میں اس کا معنی اور مفہوم یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے فوت شدہ آدمی کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس کے لیے رحمت اور جنت میں داخلہ کی دعا مانگتے ہیں۔ آئیے نماز جنازہ اور اس میں دعا کے حوالے سے اس انوکھے مگر نہایت مؤثر واقعہ کو پڑھتے ہیں۔

سعودی عرب کے جنوب میں ابہا ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ سروات کا پہاڑی سلسلہ دور دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں درجنوں چھوٹی چھوٹی بستیاں ہیں جن میں نہایت سادہ دل بدو آباد ہیں۔ اسی علاقہ میں ایک بدو کا انتقال ہو گیا۔ لوگوں نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور اسے قبرستان میں دفن کر دیا۔ فوت شدہ شخص کے محلّہ کے امام مسجد یا اس کے ہمسائے کو خواب آیا کہ وہ جنت میں ہے اور اس کے انعامات واکرامات سے فیض یاب ہو رہا ہے۔ یہ شخص کوئی بہت زیادہ متقی اور پرہیزگار نہ تھا۔ عام سا سیدھا سادہ مسلمان تھا۔ خواب دیکھنے والے کو اس کے جنتی ہونے پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ تو اتنا زیادہ نیک اور متقی شخص نہ تھا۔ خواب دیکھنے والے نے اس سے پوچھا: تم جنت میں کیسے پہنچ گئے؟ جبکہ تم تو عام سے مسلمان تھے۔ اس فوت شدہ شخص نے جواب دیا: اللہ کے فضل وکرم کے بعد ہمارے محلّہ کے فلاں شخص کی دعا کی وجہ سے جنت میں گیا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس شخص نے خواب دیکھا تھا جب وہ نیند سے بیدار ہوا تو اسے خواب اچھی طرح یاد تھا۔ کہ اس کے محلے کے فلاں شخص کی دعا کی بدولت یہ آدمی جنت میں چلا گیا ہے۔

ابہا کا خوبصورت فضائی منظر

خواب دیکھنے والے نے اس کے گھر کی راہ لی۔ جا کر کہنے لگا: آپ کو یاد ہوگا کہ ہمارا فلاں محلے دار کچھ دن پہلے وفات پا گیا تھا۔ ہاں ہاں بالکل یاد ہے۔ اس نے کہا۔

تو تم نے اس کا جنازہ پڑھا تھا؟

ہاں! بالکل پڑھا تھا۔

تو کیا تمہیں یہ بھی یاد ہے کہ تم نے اس کے لیے کون سی دعا کی تھی؟

جی ہاں! بالکل یاد ہے۔ میں نے اپنی دعا میں کہا تھا: اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہم دیہات کے رہنے والے بدو لوگ ہیں۔ ہمارے ہاں مہمانوں سے بے حد عزت واحترام کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ہم اپنے مہمان کے ساتھ اپنی حیثیت سے بڑھ کر حسن سلوک کرتے ہیں۔ اے اللہ! یہ شخص اب تیرے پاس مہمان بن کر آ رہا ہے۔ تو اپنے اس مہمان کے ساتھ اپنی شان کے مطابق سلوک کرنا۔

قارئین کرام! آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اللہ رب العزت اپنے بندوں پر کتنا مہربان اور شفیق ہے اور کس طرح اپنے بندوں کی دعاؤں اور التجاؤں کو سننے والا ہے۔

من صحيفة الوئام الإلكترونية.

110- اللہ کے رسول ﷺ کی صحابہ کرام کے لیے دعا

غزوہ حنین میں شکست کے بعد بنو ہوازن کا ایک گروہ اوطاس میں خیمہ زن ہوگیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے ایک لشکر (عبید بن عامر) ابو عامر اشعری کی زیرِ امارت روانہ کیا۔ اس لشکر میں سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ لشکر کا مقابلہ درید بن صمہ سے ہوا جس میں وہ قتل ہوگیا اور اس کے لشکر کو شکستِ فاش ہوئی۔ مگر اس دوران قبیلہ بنو جشم کے ایک شخص نے ابو عامر کو تیر مارا جو ان کے گھٹنے میں پیوست ہوگیا۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ابو عامر کے قریب آیا اور پوچھا: چچا آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے اپنے قاتل کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ وہ رہا شخص، جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ ابوموسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اسے للکارا اور کہا: تمہیں شرم نہیں آتی تم ثابت قدم ہو کر کیوں نہیں لڑتے؟ میرے شرم اور عار دلانے سے وہ رک گیا اور ہمارا آپس میں مقابلہ ہوا۔ ہم نے ایک دوسرے پر تلوار کا وار کیا اور میں نے اسے تہ تیغ کر دیا۔ اسے قتل کرنے کے بعد میں ابو عامر کے پاس آیا اور کہا: اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔

ابو عامر نے کہا: میرے گھٹنے سے تیر نکالو۔ جب میں نے تیر نکالا تو خون کی بجائے سفید پانی نکلا۔ ابو عامر مجھے کہنے لگے: بھتیجے! میری طرف سے اللہ کے رسول ﷺ کو سلام کہنا اور کہنا کہ میرے لیے دعائے مغفرت کریں۔ پھر ابو عامر نے مجھے لوگوں کا امیر مقرر کر دیا اور شہید ہو گئے۔ جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اپنے گھر میں بغیر بستر والی چارپائی پر دراز تھے۔ چارپائی کے نشانات آپ کی پشت مبارک اور پہلوؤں پر نظر آ رہے تھے۔ میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابو عامر کا قصہ اور ان کا پیغام عرض کیا۔

قارئین کرام! ابو عامر اشعری کی خوش قسمتی کے کیا کہنے، رحمتِ دو عالم ﷺ نے وضو کے لیے پانی منگوایا آپ نے وضو کیا اور آسمانوں کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند فرمایا اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا:

'اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ'

''اے اللہ اسے قیامت کے روز اپنی بہت سی مخلوق پر فائق کر''۔

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ رحمت کا دریا بہہ رہا ہے تو انہوں نے موقع غنیمت جانا کہ کیوں نہ وہ بھی اس موقع سے فائدہ اٹھالیں اور اپنے لیے دعا کی درخواست کریں۔
ابو موسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے بھی بخشش کی دعا فرمائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے ساتھی کی درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا اور دعا فرمائی:

'اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ ، وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيمًا'

''اے اللہ! تو عبداللہ بن قیس کے گناہ بخش دے اور اسے قیامت کے دن بہشت اور عزت کی جگہ میں داخل فرما''۔

صحيح البخاري، حديث:4323۔

قارئین کرام! علمائے کرام نے اس واقعے سے یہ مسئلہ بھی اخذ کیا ہے کہ دعا کرنے سے پہلے اگر میسر ہو سکے تو وضو کر لیا جائے۔

111- گستاخ رسول کا انجام

رسول اللہ ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کی تو ابولہب نے انتہا درجے کی دشمنی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ جب آپ قبائل کو دعوت دینے کے لیے تشریف لے جاتے تو ابولہب آپ کے پیچھے پیچھے چلتا، اس کے ہاتھ میں کنکریاں ہوتیں جو وہ آپ ﷺ کی ایڑیوں پر مارتا اور کہتا: لوگو! اس جھوٹے کی بات پر توجہ نہ دینا۔ جب آپ نے صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر 'یَا صَبَاحَاهُ'' ''ہائے صبح کا خطرہ'' کی ندا لگائی تو سب سے پہلے اسی بدبخت نے آپ ﷺ کی مخالفت کی۔ اس پر اللہ تعالی نے سورۃ اللهب نازل فرمائی۔

اس وقت صورت حال یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی دو بیٹیوں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہو چکا تھا مگر رخصتی نہ ہوئی تھی۔ یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا: دیکھو محمد ﷺ نے ہمیں برا کہا ہے۔ ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے، ندامت سے ہمارے سر جھک گئے ہیں۔ اس نے بڑے غصے سے اپنے بیٹے عتبہ سے کہا: محمد کی بیٹی کو فوراً طلاق دے دو۔ اس نے کہا: ٹھیک ہے۔

پھر اس نے کہا: میں رقیہ کے باپ کے سامنے جا کر اس کے رب کے بارے میں ایسی بات کہوں گا کہ اس کو صدمہ پہنچے گا، چنانچہ عتبہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا میں 'وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى' کا انکار کرتا ہوں، بدتمیزی کی اور آپ ﷺ کی معصوم بیٹی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ جب اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بدتمیزی کی تو آپ ﷺ نے اسے بددعا دی اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی:

«اَللّٰهُمَّ! سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبًا مِنْ كِلَابِكَ»

"اے اللہ! اپنے کتوں میں سے کوئی کتا اس پر مسلط کر دے۔"

السيرة الحلبية: 468/1.

آپ ﷺ کی دعا سیدھی عرش الٰہی پر پہنچی۔ کچھ ہی عرصہ بعد ایسا ہوا کہ یہ بدبخت ایک مرتبہ تجارتی قافلے کے ہمراہ شام کے علاقے زرقا میں جا رہا تھا کہ رات کے وقت قافلے نے پڑاؤ ڈالا۔ ایک شیر نے ان کے گرد چکر لگایا۔ عتبہ نے اسے دیکھتے ہی کہا: ہائے میری تباہی! اللہ کی قسم! یہ مجھے کھا جائے گا جیسا کہ محمد نے مجھ پر بددعا کی ہے۔ دیکھو میں شام میں ہوں مگر محمد نے مکہ میں رہتے ہوئے مجھے مار ڈالا ہے۔ احتیاطاً لوگوں نے عتبہ کو اپنے اور جانوروں کے گھیرے کے بیچوں بیچ سلایا لیکن رات کے وقت شیر سب کو پھلانگتا ہوا سیدھا عتبہ کے سر پر پہنچ گیا اور گردن سے دبوچ کر اسے مار ڈالا۔

تاریخ دمشق، لابن عساکر: 302/38، والمستدرك للحاكم: 539/2.

زرقا کا علاقہ اردن کے دارالحکومت عمان کے قریب ہی ہے۔ راقم الحروف جب اس علاقے کو دیکھنے گیا تو زرقا جانے کا اتفاق بھی ہوا۔ یہ علاقہ اس زمانے میں عربوں کا بڑا تجارتی مرکز تھا۔ سیرت نگاروں میں اختلاف ہے کہ ابولہب کے شیر کے ذریعے ہلاک ہونے والے بیٹے کا نام عتبہ تھا یا عتیبہ۔ مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ نے "الرحیق المختوم" میں اس کم نصیب کا نام عتیبہ لکھا ہے جس نے آپ ﷺ سے بدتمیزی کی اور آپ ﷺ نے اس پر بددعا کی۔

112- اللہ کہاں ہے؟

جامعہ عین الشمس اردن کی گولڈن جوبلی کے سلسلے میں ہونے والی تقریبات کے دوران زرعی شعبے کا ایک پروگرام تھا۔ آپ نے ملاحظہ کیا ہوگا کہ کئی لوگ مغرب کی نقالی میں اسلام کا مذاق اڑا کر اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں نازیبا الفاظ ادا کر کے خود کو بڑا ماڈرن اور روشن خیال ظاہر کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب جیسی دقیانوسیت پر یقین نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے۔ یہ عجیب تضادات، پریشان خیالی اور ژولیدہ فکری کا شکار ہوتے ہیں۔

ایسا ہی ایک طالب علم زرعی شعبے کے اس فنکشن کے دوران کھڑا ہوگیا اور تقریباً چیخنے کے انداز میں کہنے لگا: اللہ اگر حقیقت میں موجود ہے تو مجھے فوت کر کے دکھائے۔ پروگرام میں بڑی عجیب صورت حال پیدا ہوگئی۔ پہلے تو حیرت سے سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ پھر چہ مگوئیاں شروع ہوگئیں۔ کوئی کہنے لگا: اس نے اپنے برے انجام کو دعوت دی ہے، کوئی کہنے لگا: اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے تحت اسے مہلت عطا کرے گا۔ کسی کا کہنا تھا: ایسی باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بہرحال جتنے منہ اتنی باتیں...... پھر وہ لڑکا متکبرانہ چال چلتا ہوا اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہ نوجوان خوشی خوشی پہنچا۔ فخر سے اس کا سینہ پھولا ہوا تھا: آج میں نے ایک منطقی دلیل کے ساتھ سب لوگوں کے منہ بند کر دیے ہیں اور ایک ایسی بات کہی ہے جسے مجھ سے پہلے ہمارے ادارے میں کسی کو کہنے کی جرأت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوئی۔ گھر میں اس کی ماں کھانا لگائے اس کی منتظر تھی۔ لڑکے نے والدہ سے کہا: میں ابھی چند منٹ میں باتھ روم سے فریش ہو کر آتا ہوں۔ اس نے غسل کیا اور پھر آئینے کے سامنے کھڑا ہو کر خود کو تولیے سے خشک کر رہا تھا کہ اچانک ایک بے جان لاشے کی طرح زمین پر گر گیا، اس کی سانس بند ہو گئی اور نبض ڈوب گئی۔ اس

جامعہ عین الشمس اردن کا ایک منظر

کی والدہ نے دیکھا کہ کافی دیر ہو گئی میرا بیٹا باتھ روم سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اس نے آوازیں دیں: بیٹا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ والدہ گھبرا کر باتھ روم پہنچی تو سامنے اس کے بیٹے کی لاش پڑی تھی۔ وہ لوگ اسے لے کر بھاگم بھاگ ہسپتال پہنچے کہ شاید یہ بے ہوش ہوا ہو یا سکتے میں ہو، وغیرہ وغیرہ۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ اس کی موت کان میں پانی جانے کی وجہ سے ہوئی ہے۔

ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل رحمہ اللہ نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

دراصل اس نے اللہ تعالیٰ کو چیلنج کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے گدھے کی موت مارا۔

گھوڑوں اور گدھوں کے متعلق علمی طور پر معروف ہے کہ اگر ان کے کان میں پانی چلا جائے تو فوراً ان کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

المجلة العربية- عدد صفر ١٤١٣هجرية- بتصرف وزيادات-

113- بڑھیا کو مارنے کا انجام

حسن بن ابو جعفر کہتے ہیں کہ بازار سے امیر شہر نے گزرنا تھا، سرکاری پروٹوکول پر مامور لوگوں نے شور مچا دیا: راستہ چھوڑ دو، راستہ چھوڑ دو، لوگوں نے فوراً راستہ خالی کر دیا، ایک بوڑھی عورت جو چلنے سے قاصر تھی، وہ فوری طور پر نہ ہٹ سکی، ان میں سے ایک بدبخت سپاہی آگے بڑھا اور اس بڑھیا کو مارنا شروع کر دیا۔

اہل علم میں سے ایک مستجاب الدعوات شخص حبیب ابو محمد یہ منظر دیکھ رہے تھے، ان سے یہ ظلم برداشت نہ ہو سکا، وہ کچھ کر تو نہ سکتے تھے مگر انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا لیا، اور کہا:

’اللّٰهُمَّ اقْطَعْ يَدَهُ‘

’’اللہ اس جابر اور ظالم سپاہی کے اس ہاتھ کو کاٹ دے‘‘ (جس ہاتھ سے اس نے اس بڑھیا کو مارا ہے)۔

قارئین کرام! اس واقعہ کو صرف تین ہی دن گزرے تھے کہ یہ سپاہی چوری کا مرتکب ہوتا ہے، اس کو رنگے ہاتھوں گرفتار کیا جاتا ہے اور اس کا وہی ہاتھ کاٹ دیا جاتا ہے جس سے اس نے اس بے بس بڑھیا پر ظلم کیا تھا۔

مجابو الدعوة، لابن أبي الدنيا، ص: 86-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

114- کرب اور مصیبت میں پکار

مایہ ناز محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور زمانہ کتاب ''فتح الباری'' میں نقل کرتے ہیں:

ابوبکر رازی اصبہان میں حدیث نبوی کی تعلیم کے لیے ابونعیم رحمہ اللہ کے پاس تھے۔ وہاں ایک شیخ تھے جنہیں ابوبکر بن علی کہا جاتا تھا۔ وہ وہاں کے سب سے بڑے مفتی تھے۔ ایک مرتبہ سلطان نے ان کے کسی فتوے سے ناراض ہو کر انہیں قید میں ڈال دیا۔ ابوبکر رازی رحمہ اللہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ کے دائیں جانب جبریل علیہ السلام تھے جو مسلسل اللہ تعالیٰ کی تسبیحات بیان کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ابوبکر بن علی سے کہو صحیح بخاری میں موجود دعائے کرب پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے رہائی دلا دے گا۔ ابوبکر رازی نے اگلے ہی دن صبح سویرے اپنے خواب کی تفصیلات شیخ ابوبکر بن علی تک پہنچا دیں۔ شیخ نے دعائے کرب پڑھنی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد ہی سلطان کو خیال آیا کہ اس نے شیخ کو ناحق قید کر کے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ اس نے انہیں اس حبس بے جا سے رہا کرنے کے احکام جاری کر دیے۔

فتح الباري: 152,151/11۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دعائے کرب والی حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے اس طرح روایت کیا ہے:

'لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ،
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ'

صحيح البخاري، حديث: 6346۔

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ عظیم اور بردبار ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ عرش عظیم کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ آسمانوں، زمین اور عرش کریم کا رب ہے''۔

115- کافر کے لیے دعا

مشہور محدث عبداللہ بن مبارک ایک مرتبہ کسی سرائے میں ٹھہرے ہوئے تھے، وہاں ان کی مجلس میں ایک بہت خوبصورت نوجوان بھی بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہیں بتایا گیا: یہ ایک عیسائی لڑکا ہے اور اس کا نام حسن بن عیسیٰ ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:!

'اللَّهُمَّ ارْزُقْهُ الْإِسْلَامَ'

''اے اللہ! اس نوجوان کو اسلام کی دولت نصیب فرما''

وہ لڑکا چند روز تک عبداللہ بن مبارک کی مجلس میں آتا رہا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو قبول فرما لیا۔ وہ نوجوان کلمہ شہادت پڑھ کر دین اسلام میں داخل ہو گیا۔

سیرأ علام النبلاء: 29/12

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

116- دعا ختم ہونے سے پہلے بارش

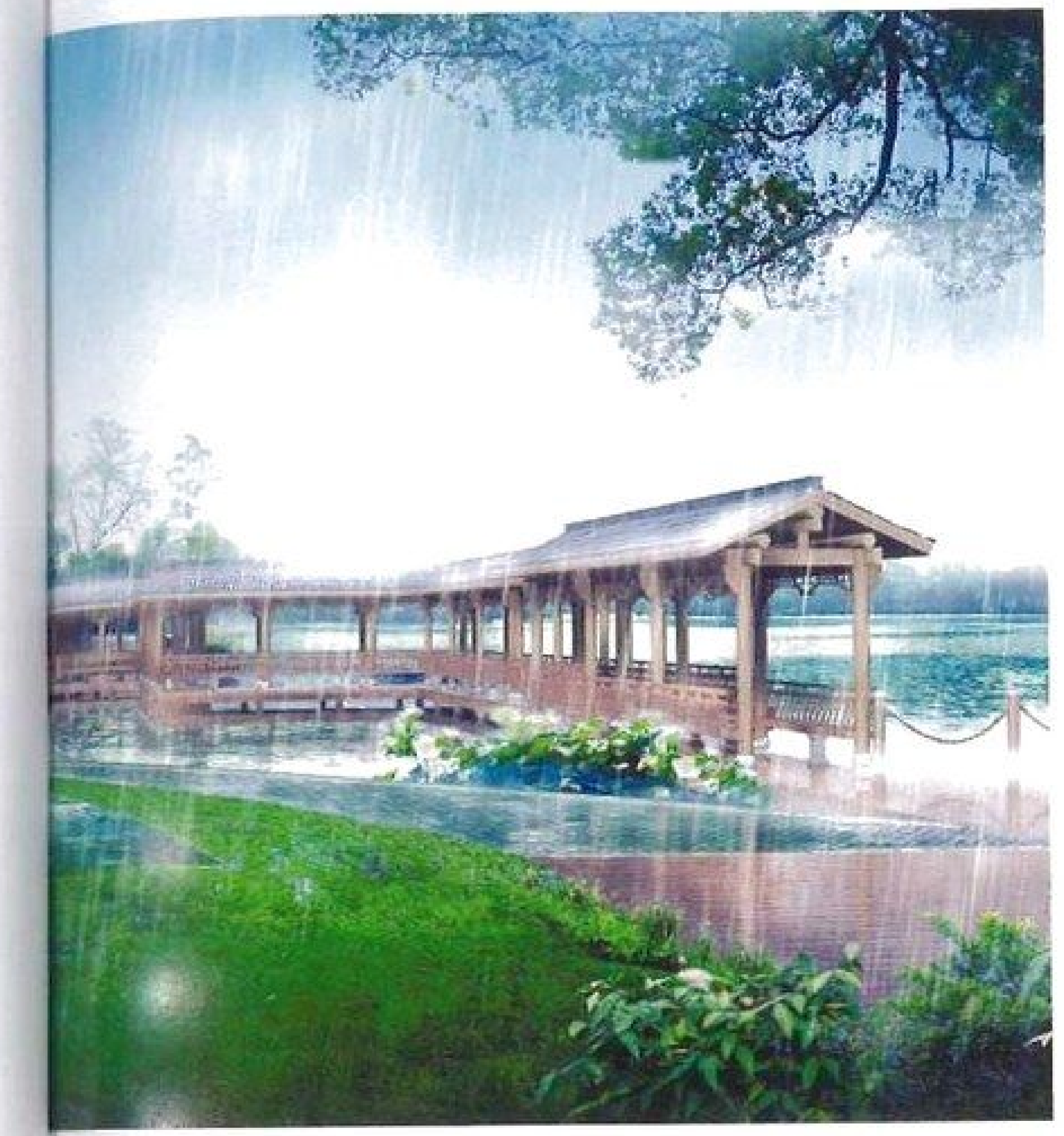

بکر بن خنیس کہتے ہیں:

ہمارے ہاں کافی دیر سے بارش نہیں ہوئی تھی۔ ایک دن ہم لوگ بارش کی دعا کے لیے نکلے۔ ہمارے ساتھ امیر شہر اور قاضی نے بھی بہت خشوع وخضوع سے گڑگڑا کر دعا مانگی، امیر شہر نے لوگوں کو حکم دیا: واپس چلو۔ اس وقت آسمان بادلوں سے بالکل خالی تھا، بارش کے کوئی آثار نہ تھے، بکر کہتے ہیں میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا ایک کالے رنگ کا حبشی اپنے اوپر چادر لیے ہوئے تھا، لوگ میدان سے اپنے گھروں کی طرف جا رہے تھے کہ میں نے اس کو غور سے سنا۔ وہ چادر منہ پر لیے اپنے مولا سے دعا کر رہا تھا۔ مجھے اس کی دعا کے الفاظ بڑے عمدہ لگے، وہ کہہ رہا تھا:

''اے اللہ ابھی ابھی ہم پر رحمت کی بارش نازل فرما اور اپنے بندوں کو خوش وخرم گھروں کی طرف واپس لے جا''۔

بکر بن خنیس کہتے ہیں: ابھی اس نے دعا ختم ہی کی تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور نہایت تیز بارش شروع ہوگئی۔ میری خواہش تھی کہ میں اس حبشی سے تعارف حاصل کروں، مگر میں نے دیکھا کہ وہ ہجوم میں غائب ہو چکا ہے۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ مجھے کہیں نہ ملا۔

117- خلیفہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے

مشہور عباسی خلیفہ مہدی کے دور کی بات ہے کہ ایک دن بہت تیز آندھی اور طوفان آیا۔ آسمان کالا ہو گیا، لوگوں نے سمجھا: قیامت برپا ہوگئی، اس واقعہ کے راوی داود بن رشید کہتے ہیں:

خلیفہ کے معتمد خاص سلمان نے ایوان خلافت میں دیکھا کہ مہدی نظر نہیں آ رہا۔ اس نے ادھر ادھر تلاش شروع کر دی۔ ایک طرف اس نے دیکھا تو خلیفہ نے مٹی پر سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا اور بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کر رہا تھا:

'اللَّهُمَّ لَا تُشْمِتْ بِنَا أَعْدَاءَ نَا مِنَ الْأُمَمِ، وَلَاتَفْجَعْ بِنَا نَبِيَّنَا ﷺ،
اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ أَخَذْتَ الْعَامَّةَ بِذَنْبِي فَهَذِهِ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ'

''اے اللہ ہمیں ہلاک کر کے ہمارے دشمنوں کو خوش اور ہمارے نبی ﷺ کو پریشان نہ کر۔ اللہ! اگر میرے گناہوں کے باعث عام لوگوں کو تو نے پکڑنے کا ارادہ کر لیا ہے تو میری یہ خطا کار پیشانی تیرے سامنے حاضر ہے''۔

سلمان کہتا ہے کہ خلیفہ نے جیسے ہی دعا ختم کی، آندھی اور طوفان تھم گیا اور ہر چیز پہلے کی طرح اپنی جگہ پر آ گئی۔

سیر أعلام النبلاء: 402/7۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

118- مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی دعائیں

وہ دن راقم الحروف کی زندگی کے اہم ترین دنوں میں سے ایک تھا جب میں شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب کی ملاقات وزیارت کے لیے ڈاکٹر محمد محسن خان کے ہمراہ ان کے دفتر گیا۔انہوں نے حسب سابق نہایت شفقت سے دوپہر کے کھانے کی دعوت دی۔جب ہم ان کے ہاں کھانے کے لیے پہنچے تو اس روز زیادہ مہمان نہ تھے،جب کھانے پر بیٹھے تو شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے مجھ سے دارالسلام کے بارے میں سوالات کرنا شروع کیے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ وہ طباعت کے تمام مراحل اور اونچ نیچ سے بخوبی واقف تھے،کھانے کے بعد جب سب لوگ مجلس میں بیٹھ گئے تو چائے کا دور چلا۔ اس دوران امریکہ سے کچھ طلبہ آ گئے،ان کے کچھ سوالات تھے۔ترجمہ کے فرائض سرانجام دینے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔شیخ ابن باز نے سوال وجواب کے اختتام پر پھر مجھ سے کتابوں کی اشاعت کے حوالے سے پوچھا،وہ صوفہ پر تشریف فرما تھے میں ان کے قدموں میں بیٹھ گیا۔ڈاکٹر محسن خان صاحب نے اشارہ کیا کہ میں ان کے زانوؤں پر ہاتھ رکھوں،میں نے شیخ ابن باز صاحب سے دعا کی درخواست کی،انہوں نے اپنا دست شفقت میرے سر پر رکھا اور خوب دعائیں دیں۔بطور خاص سلف صالحین کی کتب کے تراجم شائع کرنے کا مشورہ دیا۔میری زندگی کا بلاشبہ یہ سنہرا واقعہ تھا۔

قارئین کرام: بلاشبہ شیخ ابن باز اس دور کے مجدد تھے،راقم الحروف نے ایک مرتبہ مولانا صفی الرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ،مؤلف ''الرحیق المختوم'' سے پوچھا تھا کہ اس صدی کا مجدد کون ہے ؟ انہوں نے فرمایا تھا: یہ ضروری نہیں کہ ہر صدی میں ایک ہی مجدد ہو، یہ ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں،

ان کا کہنا تھا: میرے نزدیک اس صدی کے دو مجدد ہیں: ایک شیخ عبدالعزیز بن باز اور دوسرے علامہ ناصر الدین البانی رحمہما اللہ۔

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ عصر حاضر میں ان دونوں شخصیتوں سے عالم اسلام کو بہت زیادہ فائدہ ہوا ہے۔

میں حلفاً کہتا ہوں کہ جب سے شیخ ابن باز نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی ہے دارالسلام نے مسلسل ترقی کی منازل طے کی ہیں۔ بلاشبہ وہ اللہ کے ولی تھے جن کی ساری زندگی پڑھنے، پڑھانے، عالم اسلام کے مسائل کو حل کرنے میں گزر گئی۔ میں آج بھی اپنے جملہ امور زندگی میں اس دعا کے اثرات محسوس کرتا ہوں۔

قارئین کرام: آپ بھی کسی موحد عالم سے بطور خاص دعا کروایا کریں، میں خود بھی - الحمد للہ - موحد، محدث علماء کے پاس جا کر دعا کرواتا ہوں، اوراس کے اثرات ہمیشہ مثبت ہوتے ہیں۔ باعمل اہل علم کی دعائیں بلاشبہ قبول ہوتی ہیں۔

مؤلف کی ڈائری سے۔

119- مقبول دعا

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اگر میں مستجاب الدعوات ہوتا تو اللہ سے دعا کرتا: یا اللہ! ہمیں اچھے حکمران نصیب فرما۔ اگر حکمران اچھے ہوں تو شہر سرسبز وشاداب اور پر رونق ہو جاتے ہیں اور لوگ بڑے امن واطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن اگر حکمران برے ہوں تو وہ اپنی خیانتوں اور مظالم کے ذریعے بستیاں اجاڑ دیتے ہیں اور خزانے خالی کر دیتے ہیں اور بندگان الٰہی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

رد البلاء بالدعاء، ص:۱۱۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

120- رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا

میری شادی کو سات برس بیت چکے تھے۔ میری بیوی بہت خوبصورت اور خوب سیرت تھی۔ مال ودولت کی بھی فراوانی تھی۔ زندگی بڑی آسودگی اور راحت کے ساتھ رواں دواں تھی، لیکن دل میں ایک کسک تھی۔ ایک شدید قسم کی محرومی کا احساس تھا۔ ہم اب تک اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ علاج کے لیے بہت سے ڈاکٹروں کے پاس گئے۔ بہت سی ادویات استعمال کیں نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ بیرون ملک بھی علاج کروایا۔ کوئی ڈاکٹر اپنی تشخیص میں مجھے اس بانجھ پن کا ذمہ دار ٹھہراتا تو کوئی کہتا کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ علاج کے دعوے تو بہت کیے گئے لیکن مقصد حاصل نہ ہوسکا۔ یہ محرومی ہمارے اعصاب پر اس قدر سوار تھی کہ گھر میں ہماری گفتگو کا زیادہ تر حصہ اسی موضوع کے متعلق ہوتا۔ جو شخص بھی کسی ڈاکٹر یا طبیب کے متعلق ہمیں بتلاتا ہم بلاتأخیر اس کے پاس پہنچ جاتے لیکن گوہر مقصود کہیں سے بھی ہاتھ نہ لگا۔ اب مجھے ایسے لگا کہ ہم دونوں میاں بیوی نفسیاتی مریض بنتے جارہے تھے۔

ایک شام میں سڑک پار کررہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک عمر رسیدہ شخص بھی سڑک پار کرنا چاہ رہا ہے۔ اس کی بینائی کمزور تھی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ اسے سڑک پار کروانے لگا۔ جب ہم نے ایک سڑک پار کرلی اور دو سڑکوں کے درمیان بنے ہوئے فٹ پاتھ پر کھڑے ہوکر اگلی سڑک کے خالی ہونے کا انتظار کرنے لگے تو اس بزرگ شخص نے مجھ سے پوچھ لیا: میاں! تمہاری شادی ہوئی یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں ہوچکی ہے۔ تمہارے کتنے بچے ہیں؟۔ باباجی! میری شادی کو سات سال ہوچکے ہیں لیکن ابھی تک اولاد کی نعمت سے محروم ہوں۔ میں نے علاج کے لیے دنیا جہان کی خاک چھان ماری ہے۔ کوئی ڈاکٹر اور طبیب نہیں چھوڑا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

وہ بزرگ مشفقانہ لہجے میں بولے: بیٹا تم نے اصل مقام پر تو رابطہ کیا ہی نہیں۔ میرا بھی تمہارے والا ہی مسئلہ تھا۔ شادی کے بعد کئی سال تک میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لیکن میں نے امید کا دامن نہیں چھوڑا اور ہر نماز میں یہ دعا کرتا رہا جو سیدنا زکریا علیہ السلام نے مانگی تھی تو انہیں سیدنا یحیی علیہ السلام سے نوازا گیا تھا:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَّأَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِينَ ﴿89﴾﴾

''اے میرے رب! مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو ہی بہترین وارث ہے''۔

الأنبياء 21: 89۔

الحمدللہ، اب میرے سات بچے ہیں۔ تم بھی امید کا دامن نہ چھوڑو اور دعا کا سلسلہ جاری رکھو۔ میں گھر پہنچا۔ اپنی بیوی کو یہ ماجرا سنایا اس بزرگ کی باتیں ہمارے دل کو لگیں اور ہمیں بڑا افسوس ہوا کہ جہاں سے ہماری امیدیں برآنا یقینی تھا ہم وہی مقام نظر انداز کیے رہے۔ ہم نے پختہ عزم کیا کہ اب ہم اس کوتاہی کا ازالہ کردیں گے۔ ہر چیز کا اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ایک وقت ہوتا ہے۔ کافی عرصہ پہلے ایک عمر رسیدہ خاتون نے بھی میری بیوی کو یہی نصیحت کی تھی، لیکن اس وقت تک ڈاکٹروں سے ابھی ہماری امید نہیں ٹوٹی تھی اور ہم نے اسے سرسری انداز میں لیا، لیکن اب ہم ڈاکٹروں کے پاس چکر لگا لگا کر تھک چکے ہیں۔ اب ہر فرض نماز میں، رات کی تنہائیوں میں، قبولیت کے اوقات میں ہماری اللہ تعالی سے یہی التجا ہوتی تھی کہ اے اللہ! ہمیں اولاد کی نعمت سے مالا مال فرما۔

آخر اللہ تعالی نے ہم پر رحم فرماتے ہوئے ہماری التجاؤں کو سن لیا اور ہمیں ایک پیاری سی بچی سے نواز دیا۔

﴿فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخٰلِقِينَ﴾

''اللہ تعالی بڑا بابرکت ہے اور سب سے بڑھ کر حسین بنانے والا ہے''۔

المؤمنون 23: 14۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچی پیدا ہوئی تو ہماری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اب ہر وقت ہمارے ہونٹوں پر یہ دعا رہتی ہے:

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾

''اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقین کا امام بنا''۔

الفرقان 25:74۔

الزمن القادم، لعبدالملك القاسم، ص:61-64

121- رحمت عالم ﷺ کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

اللہ کے رسول ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر اپنے صحابہ کرام سے جنگی اخراجات کے لیے چندہ دینے کی اپیل فرمائی۔ سارے ہی صحابہ نے اس پر لبیک کہا، مگر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سب پر بازی لے گئے۔ انہوں نے ملک شام کے لیے ایک قافلہ تیار کیا تھا جس میں دو سو اونٹ اور تقریبا 5 اوقیہ یعنی 291 کلو چاندی تھی، انہوں نے یہ سارا سامان اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے صدقہ کر دیا، اس کے بعد پھر ایک سو اونٹ بمعہ ساز و سامان پیش کیا پھر اپنی جھولی میں ایک ہزار دینار یعنی 5 کلو سونا ڈال کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں آپ ﷺ کی آغوش میں بکھیر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خوش ہو کر اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تین مرتبہ دعا فرمائی: ''یا اللہ میں عثمان سے راضی ہوں، تو بھی عثمان سے راضی ہو جا''۔

122- اللہ کے رسول ﷺ کی دعا سے کاروبار میں برکت

عروہ بن ابی الجعد البارقی اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی تھے، ایک مرتبہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک دینار عطا فرمایا، ارشاد ہوا: عروہ! جاؤ ہمارے لیے ایک بکری خرید کر لاؤ، بازار گئے اور بکری ایک دینار میں خرید لی، راستے میں آئے تو ایک خریدار مل گیا اس نے وہی بکری دو دینار میں خرید لی، اب عروہ دوبارہ بازار گئے اور ایک دینار کی ایک اور بکری خرید کر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے پاس بکری بھی تھی اور دینار بھی، انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ان کا دیا ہوا دینار بھی واپس کر دیا اور ساتھ ہی بکری بھی پیش کر دی، اور اللہ کے رسول ﷺ کے استفسار پر سارا واقعہ سنا دیا۔ یہ ان کی بڑی کامیابی تھی، اللہ کے رسول ﷺ ان کی امانت داری اور کاروباری صلاحیت سے بہت خوش ہوئے اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

'اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُ فِي صَفْقَةِ يَمِينِهِ'

''اے اللہ، اس کے کاروبار یعنی خرید و فروخت میں برکت عطا فرما''۔

قارئین کرام! پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب کی دعا قبول فرمائی، اور ان عروہ بن ابی الجعد البارقی کے کاروبار نے بے حد ترقی کی، وہ جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطا فرماتا ان کے بارے میں سیرت نگاروں نے لکھا ہے:

'وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ'

''اگر وہ مٹی بھی خرید لیتے تو اس میں بھی ان کو منافع ہوتا''۔

ایک مرتبہ وہ صبح سویرے کوفہ کے بازار میں خرید و فروخت کرنے لگے، گھر واپس آنے سے پہلے وہ چالیس ہزار درہم کا نفع حاصل کر چکے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

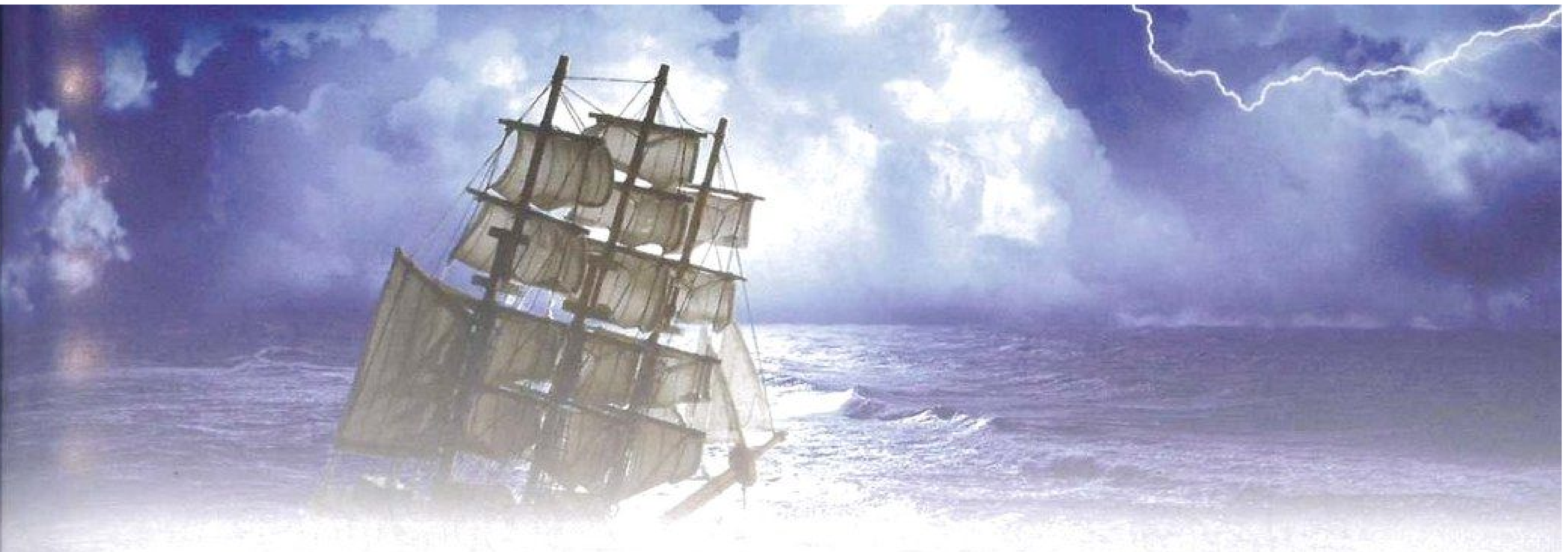

123- دعا مانگتے ہی طوفان پلٹ گیا

عبداللہ بن حبیب اندلس کے مشہور عالم اور محدث تھے۔ یہ مستجاب الدعوات تھے کثرت سے دعائیں فرماتے، ایک مرتبہ طلب علم حدیث کے لیے بحری سفر میں تھے کہ لہروں میں طغیانی آگئی اور سفینہ کے ڈوبنے کا اندیشہ پیدا ہوگیا، اس مشکل وقت میں انہوں نے وضو کیا، اپنے ہاتھوں کو آسمانوں کی طرف بلند کر دیا اور پھر جو دعا کی وہ پڑھنے اور سننے سے تعلق رکھتی ہے:

’اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ رِحْلَتِي هَذِهِ لِوَجْهِكَ خَالِصًا، وَلِإِحْيَاءِ سُنَنِ رَسُولِكَ، فَاكْشِفْ عَنَّا هَذَا الْغَمَّ وَأَرِنَا رَحْمَتَكَ كَمَا أَرَيْتَنَا عَذَابَكَ‘

’’اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ میرا یہ سفر خالصتاً آپ کی رضا کے لیے اور آپ کے پیارے رسول ﷺ کی سنتوں کو زندہ کرنے کے سلسلے میں ہے۔ اے اللہ! ہم سے اس مصیبت کو دور فرما دیجیے اور اب ہمیں اسی طرح اپنی رحمت بھی دکھلائیے جس طرح اپنا عذاب دکھلایا ہے‘‘۔

یہ دعا مانگنے کی دیر تھی کہ اللہ رب العزت نے اپنے لطف و کرم سے اس مشکل کو دور کر دیا، طغیانی تھم گئی، پانی کو قرار آگیا اور ان کی کشتی پار لگ گئی۔

من كتاب عجائب الدعاء، الجزء الثاني۔

124- دعا سے گھر بیٹھے شہادت نصیب ہوگئی

یہ واقعہ سیر اعلام النبلاء میں مذکور ہے: ہیثم بن عمران طائی کہتے ہیں: میں ایوب بن حلبس کے پاس بیٹھا ہوا تھا، یہ نابینا تھے، مگر ان میں خیر، دین سے رغبت اور اللہ سے محبت بے پناہ بھری تھی، نابینا ہونے کے باوجود وہ یہ دعا مانگ رہے تھے،

’اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي شَهَادَةً فِي سَبِيلِكَ‘

’’اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما‘‘۔

ہیثم کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ شہادت تو میدان جنگ میں ملتی ہے یہ نابینا ہیں، انہیں گھر بیٹھے شہادت کیسے مل سکتی ہے؟

قارئین کرام! اصل میں دلی تمنا اور آرزو کی بات ہوتی ہے، اور تمنا پوری کرنے والا تو اللہ رب العالمین ہے، تھوڑا عرصہ گزرا دشمن دمشق میں قتل و غارت کرتے ہوئے داخل ہوئے، جن لوگوں کو انہوں نے ظلم سے شہید کیا ان میں ایوب بن حلبس بھی شامل تھے۔

جب قاتلوں کو ان کی شخصیت کے بارے میں علم ہوا تو اپنے کیے پر سخت نادم ہوئے، اور بے اختیار رو دیے، امام ذہبی فرماتے ہیں: یہ واقعہ 132 ہجری میں پیش آیا۔ قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو گھر بیٹھے شہادت سے نواز دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

125- سیدہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور خوف الٰہی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے مرض الموت میں آنسو بہا رہے تھے۔ لوگوں نے پوچھا: ابو ہریرہ! کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

'مَا أَبْكِي عَلَى دُنْيَاكُمْ هَذِهِ، وَلَكِنْ عَلَى بُعْدِ سَفَرِي وَقِلَّةِ زَادِي، وَإِنِّي أَمْسَيْتُ فِي صَعُودٍ مُهْبِطَةٍ عَلَى جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ، فَلَا أَدْرِي أَيَّتُهُمَا يُؤْخَذُ بِي'

''میں آپ کی اس دنیا پر آنسو نہیں بہا رہا بلکہ مجھے اس بات پر رونا آ رہا ہے کہ سفر بہت لمبا اور زاد راہ کم ہے۔ میری روح پرواز کرنے والی ہے مجھے نہیں پتا اسے جنت میں لے جایا جائے گا یا جہنم میں''۔

وقت کا حکمران مروان بن حکم ان کی تیمارداری کے لیے آیا اور کہا: ابو ہریرہ! اللہ تعالیٰ آپ کو شفا عطا فرمائے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ نے جواب میں کہا:

'اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّ لِقَائَكَ فَأَحِبَّ لِقَائِي'

''اے اللہ! میں تیری ملاقات کا مشتاق ہوں تو بھی میری ملاقات کو پسند فرما''۔

مروان بن حکم ان کی تعزیت کے بعد ابھی بازار کے درمیان میں ہی پہنچا تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر آ گئی۔

صفة الصفوة، لابن الجوزي۔

126- صدقہ مصائب ٹالتا ہے

یہ شیخ صالح تقی کے ساتھ پیش آنے والا سچا واقعہ ہے۔ انہیں کی زبانی سنئے:

میرا بیٹا جس کی عمر پانچ سال تھی۔ اسے بخار ہو گیا۔ مختلف ادویات دینے سے بھی کوئی افاقہ نہ ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ اس کے بخار کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ ڈاکٹروں نے ہدایت کی کہ اس بچے کے میڈیکل ٹیسٹ کروائے جائیں تاکہ مرض کی صحیح تشخیص ہو سکے۔ میڈیکل رپورٹس انتہائی پریشان کن تھیں۔ بچہ ایک ایسے موذی مرض میں مبتلا تھا جس کا علاج اگر ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور تھا۔ ادھر بچے کی حالت دن بدن بگڑ رہی تھی۔ مجھ پر تو غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ دن کو چین تھا نہ رات کو سکون۔ ہر وقت بچے کی اذیت بھری شکل نظروں میں گھومتی رہتی۔ پھر اچانک میرے ذہن میں روشنی کا ایک کوندا سا لپکا اور میری توجہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی طرف ہو گئی:

'دَاوُوا مَرْضَاكُمْ بِالصَّدَقَةِ'

''اپنے مریضوں کا صدقہ کے ذریعہ علاج کرو''۔

الصحيح الجامع۔

میں رات کے وقت حسب معمول تہجد کے لیے اٹھا۔ میں نے کہا: تاریکی میں صدقہ کرنا چاہئے تاکہ میرے صدقے کے بارے میں کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو سکے۔ میں کسی ضرورت مند کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ موسم انتہائی سرد تھا۔ لوگ اس وقت اپنے بستروں میں گھسے نیند کے مزے اڑا رہے تھے۔ مجھے تلاش بسیار کے باوجود کوئی شخص نظر نہیں آیا۔ صرف ایک خوبصورت سفید بلی تھی جو اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ وہ شکل سے بھوکی محسوس ہو رہی تھی۔ میں گھر گیا اور گوشت کے ٹکڑے لا کر اس کے سامنے ڈال دیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد میں فجر کی نماز ادا کرنے مسجد چلا گیا۔ فجر کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیے لیٹ گیا۔ جلد ہی میری آنکھ لگ گئی میں نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا۔ ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا کوا میرے بچے پر حملہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ بچہ چیخ رہا ہے، چلا رہا ہے، مدد کے لیے پکار رہا ہے۔ اچانک ایک طرف سے یہی سفید بلی نکلتی ہے اور کوے پر حملہ آور ہو جاتی ہے اور پکڑ کر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے اور بچہ بالکل محفوظ رہتا ہے۔

میں بیدار ہوا اور سب سے پہلے بیٹے کے پاس گیا۔ مجھے اپنے بیٹے کے چہرے پر تازگی اور صحت کے آثار محسوس ہوئے اس کا بخار بھی اتر چکا تھا۔ میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ ڈاکٹر بھی اس کی حالت دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس بچے کے دوبارہ ٹیسٹ کیے گئے۔ اب کی بار سارے ٹیسٹ ٹھیک تھے۔ اس موذی مرض کا دور دور تک کوئی نام ونشان نہیں تھا۔ میں نے اس پر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا۔

اب اللہ کی رحمت سے وہ بچہ جوان ہو چکا ہے۔ وہ حافظ قرآن اور بہت اچھا عالم بن چکا ہے۔ میں جب بھی اپنے بیٹے کو دیکھتا ہوں۔ میری نظروں کے سامنے یہ واقعہ گھوم جاتا ہے۔ میں یہ واقعہ اس لیے بیان کر رہا ہوں تا کہ ہر پڑھنے سننے والا اس سے مستفید ہو سکے اور اس روش کو اپنا کر دنیا وآخرت میں ابدی مسرت حاصل کر سکے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’الرَّاحِمُونَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمَنُ، ارْحَمُوا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ‘

’’دوسروں پر رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر مہربان ہوگا‘‘۔

صحيح الجامع۔

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا:

’مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ‘

’’جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا‘‘۔

127- گناہ گار بندے کی توبہ سے اللہ کی خوشی

موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا: اے اللہ! جب آپ کا کوئی نیک بندہ آپ کو پکارتا ہے آپ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کہتا ہوں: ’لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي‘ ’’اے میرے بندے میں حاضر ہوں‘‘۔

موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ پوچھا: اے میرے رب! جب کوئی گنہگار بندہ آپ کی طرف رجوع کرتا ہے تو آپ کیسے جواب دیتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں کہتا ہوں:

’لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي، لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي، لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي‘

’’اے میرے بندے میں حاضر ہوں، اے میرے بندے میں حاضر ہوں، اے میرے بندے میں حاضر ہوں‘‘

موسیٰ علیہ السلام نے تعجب سے کہا: اے میرے رب! جب کوئی نیک بندہ پکارتا ہے تو اسے تو ایک مرتبہ ’لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي‘ سے جواب ملتا ہے جبکہ گنہگار بندے کو تین مرتبہ ’لَبَّيْكَ يَا عَبْدِي‘ کہہ کر جواب دیا جاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نیک بندہ اپنی ضرورت (یعنی بلندی درجات) کے لیے مجھ سے دعا کرتا ہے جبکہ میرا گنہگار بندہ میری رحمت کی امید پر دعا کرتا ہے۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 28۔

ہم نے یہ روایت اس لیے یہاں نقل کی ہے کیونکہ اس کا مفہوم نبی کریم ﷺ کے ایک فرمان سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریباً ملتا جلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ معاملہ ایک مثال دے کر سمجھایا: ایک بندہ کسی بیابان راستے پر جا رہا ہے۔ اس کے پاس کھانے پینے کا سامان اور ایک سواری ہے جس پر اس کا تمام سامان سفر لدا ہوا ہے۔ ایک جگہ وہ آرام کرنے کے لیے ٹھہرا، جب سو کر اٹھا تو اس کی سواری کھانے پینے کے سامان سمیت غائب تھی۔ وہ شخص انتہائی فکر مند ہوتا ہے کہ وہ کھائے پیے بغیر بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور سواری کے بغیر بھی اتنا لمبا سفر طے نہیں کر سکتا۔ وہ انتہائی مایوس ہے۔ دل ہی میں دل میں سوچ رہا ہے کہ اب شاید میرا مقدر یہیں پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہے۔ آپ اس کیفیت کا ذرا تصور کریں پھر سوچیں کہ اگر اسے سواری بھی مل جائے۔ کھانے پینے کا سامان بھی مل جائے تو وہ کس قدر خوش ہوگا؟ جب کوئی گنہگار بندہ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے، جتنی خوشی اس مسافر کو سامان ملنے سے ہوئی۔

صحیح البخاري، حدیث:6308۔

128- عکاشہ سبقت لے گئے

اللہ کے رسول ﷺ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ''میری امت کے 70 ہزار افراد بغیر حساب وکتاب کے جنت میں جائیں گے''۔ اللہ کے رسول ﷺ کے ایک صحابی سیدنا ''عُکّاشہ بن مِحصن'' فوراً کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اللہ کے رسول ﷺ میرے لیے بھی دعا فرمائیے کہ اللہ مجھے بغیر حساب کتاب جنت میں جانے والوں میں شامل فرما دے۔

ارشاد ہوا: ''تم انہیں میں سے ہو''۔

ایک اور صحابی کھڑے ہوئے، عرض کی: میرے لیے بھی دعا فرمائیں: میں بھی ان لوگوں میں شامل ہو جاؤں، ارشاد فرمایا: 'سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ' ''عکاشہ تم پر سبقت لے گیا''۔

صحیح البخاري، حدیث:5705 و صحیح مسلم، حدیث: 542

129- جنتی خاتون

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص ہیں۔ ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما عطاء بن ابی رباح سے کہنے لگے: میں آپ کو ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ عطاء نے کہا: ضرور، کیوں نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ یہ سیاہ عورت ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور کہا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے۔ مجھے اپنا کوئی ہوش نہیں رہتا اور نہ ہی میرا لباس ٹھیک حالت میں رہتا ہے۔ میرے لیے اللہ دے دعا کیجیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

'إِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَإِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَكِ'

''تم صبر کرو تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت عطا کرے گا اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا کر دے''۔

وہ خاتون کہنے لگی: پھر تو میں صبر ہی کروں گی۔ آپ صرف یہ دعا کر دیں کہ میں اس کیفیت میں بے پردہ نہ ہوا کروں۔ آپ نے اس کے لیے دعا فرما دی۔

صحیح البخاري، حدیث:5652۔

کس قدر عقل مند اور صابرہ وشاکرہ خاتون ہے۔ وہ جنت کے بدلے میں کچھ بھی لینے کے لیے تیار نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

130- فرض نماز کے بعد آیت الکرسی کا پڑھنا

قارئین کرام! سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر (255) کو آیت الکرسی کہا جاتا ہے۔ احادیث کے اندر اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے، مجھے یقین ہے کہ انشاءاللہ ہم میں سے ہر ایک کو آیت الکرسی زبانی یاد ہوگی۔ اگر بالفرض نہیں تو ابھی سے یاد کرلیں۔ اپنے گھر والوں سے بطور خاص بچوں سے ضرور سنیں۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یاد نہ کی ہو یا بھول گئے ہوں، اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آیت الکرسی کو ہر فرض نماز کے بعد پڑھنے کا کتنا اجر وثواب ہے۔
اس کے لیے میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں، ابو امامہ ؓ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

'مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ
لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ'

''جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے موت کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکتی''۔

قارئین کرام! آیت الکرسی کو پڑھنے میں کتنی دیر لگتی ہے، زیادہ سے زیادہ ایک منٹ یا شاید اس سے بھی کم، لیکن اس کا اجر وثواب کتنا ہے وہ آپ نے پڑھ لیا ہے، مجھے امید ہے کہ آپ فرض نمازوں کے بعد آیت الکرسی پڑھتے ہی ہوں گے، مگر اب اس حدیث کو پڑھنے کے بعد مزید اہتمام کیجیے۔ بیان کی گئی حدیث الحمدللہ صحیح ہے۔

السنن الكبرى للنسائي، حديث: 9928۔

131- مچھلی کی پیغام رسانی

ایک مرتبہ علی بن حرب ؒ نے کچھ سامان خریدنے کے لیے اپنے شہر موصل سے سامرّا جانے کا ارادہ کیا۔ اس وقت یہ سفر دریائے دجلہ میں کشتیوں کے ذریعہ طے ہوتا تھا۔ اس مقصد کے لیے وہ کشتی میں سوار ہوئے۔ سامان کے علاوہ اس کشتی میں پانچ افراد سوار تھے۔ موسم بڑا سازگار تھا۔ فضا بالکل صاف تھی۔ سب لوگ ذکر واذکار کرتے، کچھ نہ کچھ گنگناتے خوشی خوشی سفر کررہے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ مسافروں پر نیند کا غلبہ ہونے لگا۔ علی بن حرب کے علاوہ باقی سب لوگوں کی آنکھ لگ گئی۔ علی بن حرب دونوں کناروں پر دور تک پھیلے خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہورہے تھے۔ علی بن حرب کہتے ہیں کہ: اچانک ایک مچھلی نمودار ہوئی۔ میں نے مچھلی کو دوبارہ پانی کے نیچے جانے سے پہلے دبوچ لیا۔ اس زور آزمائی میں باقی لوگ بھی ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ جب انہوں نے اتنی بڑی مچھلی دیکھی تو خوش ہوگئے اور اللہ کا شکرادا کیا۔ ایک شخص نے کہا: یہ مچھلی تو ہم سب کے لیے کافی ہے۔ ہمیں کشتی کو کنارے پر لے جاکر اسے پکانا چاہیے۔ سب لوگوں نے اس کی بات سے اتفاق کیا۔ جب ہم کنارے پر پہنچے تو ایک چونکا دینے والا منظر ہمارا منتظر تھا۔ ایک لاش پڑی تھی۔ اسے چھری کے ساتھ ذبح کیا گیا تھا۔ آلہ قتل بھی پاس ہی پڑا تھا۔ لاش کے قریب ہی ایک دوسرا شخص پڑا تھا جسے مضبوط رسیوں سے باندھا گیا تھا اور اس کے منہ میں کپڑا ٹھنسا ہوا تھا تاکہ وہ چیخ وپکار کرسکے نہ کسی کو مدد کے لیے بلاسکے۔ ہم سارے ششدر تھے کہ یہ مقتول کون ہے؟ اسے کس نے قتل کیا ہے؟ اس بندھے ہوئے شخص کا ماجرا کیا ہے؟ سب سے پہلے ہم اس بندھے ہوئے شخص کے پاس پہنچے۔ اس کے منہ سے کپڑا نکالا۔ اس کی رسیاں کھولیں۔ وہ بہت گھبرایا ہوا اور خوفزدہ تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بمشکل اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے: پیاس سے میری جان نکلی جا رہی ہے تھوڑا سا پانی ملے گا؟ ہم نے اسے پانی پیش کیا۔ پھر اس نے بتانا شروع کیا: یہ مقتول اور میں موصل سے بغداد جانے والے قافلے میں شامل تھے۔ اس شخص کو کسی طرح اندازہ ہوگیا: میرے پاس بہت مال ہے۔ یہ میرے قریب قریب رہنے لگا اور یہ موقع کی تلاش میں تھا۔ قافلہ نے رات کے وقت آرام کے لیے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ قافلہ رات کے آخری حصے میں دوبارہ روانہ ہوا۔ میں سویا ہوا تھا۔ کسی نے مجھے نہیں جگایا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ شخص بھی قافلے کے ساتھ نہیں گیا۔ میری جب آنکھ کھلی تو یہ مجھے باندھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے خود کو بچانے کے لیے زور آزمائی کی لیکن یہ اس وقت تک مجھے قابو کر چکا تھا۔ پھر اس نے میرے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا تاکہ میں چیخ و پکار نہ کرسکوں۔ اس نے میرا سارا مال اپنے قبضے میں لے لیا۔

اس نے مجھے دھکا دے کر زمین پر گرا دیا۔ اس کے پاس ایک تیز دھار چھری تھی وہ لے کر مجھ پر چڑھ گیا تاکہ مجھے قتل کر سکے۔ یہ کہنے لگا: میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑ سکتا۔ کہیں تم میرے پیچھے آ کر مجھے رسوا نہ کر دو اور اپنے مال کا مطالبہ نہ کرو۔ میں یہ خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ اس نے یہ چھری اپنے تہبند میں اڑسی ہوئی تھی۔ اس چھری کا رخ اوپر کی جانب تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ چھری نکال کر مجھ پر حملہ کرتا، اپنی زندگی بچانے کی آخری امید نے میرے جسم میں بجلی سی دوڑا دی۔ میں نے زور سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور وہ پیچھے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اس ناگہانی حملے سے سنبھلتا میں نے اس کے کندھوں پر دباؤ ڈال کر اسے نیچے کی طرف موڑا۔ وہ تیز دھار چھری اس کے پیٹ میں گھس گئی اور خون کے فوارے نکلنے لگے۔ پہلے اس نے کچھ مزاحمت کی لیکن میں دباؤ بڑھاتا گیا اور زیادہ خون بہہ جانے سے اس کی مزاحمت بھی دم توڑ گئی اور یہ بے دم ہو کر گر پڑا۔ اس کو قتل کرنے کے باوجود مجھے اپنی بے کسی کے عالم میں موت کا پورا یقین تھا۔ نہ تو میں خود کو رسیوں سے آزاد کرا سکا نہ اپنے منہ سے

کپڑا نکال سکا۔ یہ ایک غیر آباد جگہ تھی جہاں کسی کے آنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے۔ میں نے اس بے بسی اور مایوسی کی کیفیت میں اللہ کو پکارنا شروع کر دیا۔ آپ لوگوں کو پتا ہے کہ مظلوم کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے میری مدد کے لیے آپ لوگوں کو بھیج دیا ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کے ذریعے ہمیں تم تک پہنچایا۔ اس سارے ماجرے میں ان کی توجہ مچھلی سے ہٹ گئی۔ انہیں یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا کہ مچھلی دوبارہ دریا میں جا چکی تھی۔ اس مچھلی کی ذمہ داری پوری ہو چکی تھی۔ اس نے اللہ کی مشیئت سے ان لوگوں کو ایک مظلوم شخص کی جان بچانے کے لیے مقررہ جگہ پر پہنچا دیا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کسی کام کے لیے اسباب مہیا فرما دیتا ہے۔

طبقات الأولياء: 180۔

132- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی بچے سے دعا کی درخواست

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی ایک گلی میں ایک بچے کو چلتے دیکھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نیچے جھک کر بچے سے کہا: ”بیٹے! اللہ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے“۔ صحابہ نے پوچھا: امیر المومنین! آپ ایک بچے سے دعا کرنے کو کہہ رہے ہیں حالانکہ آپ خود عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں!؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں اس لیے اس سے دعا کی درخواست کر رہا ہوں کیونکہ ابھی یہ بلوغت کی عمر کو نہیں پہنچا اور ابھی اس کے نامہ اعمال میں کوئی گناہ نہیں ہے۔

دليل السائلين، لأنس إسماعيل أبي داود، ص: 257۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

133- سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قبیلہ اوس کی شاخ بنو عبد الاشہل کے سردار تھے، اسلام کے لیے ان کی خدمات بہت زیادہ ہیں۔ غزوہ احزاب میں تیر لگنے سے زخمی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا خیمہ مسجد نبوی میں لگانے کا حکم دیا، تا کہ ان کی بذات خود تیمارداری کر سکیں۔ اس زخم سے بالآخر وہ مرتبہ شہادت پر سرفراز ہو گئے، اللہ کے رسول ﷺ کو شدید صدمہ ہوا، اپنے جانثار صحابی کا سر زانوئے مبارک پر رکھ لیا اور دل کا رنج وغم درج ذیل دعائیہ الفاظ میں ڈھل گیا:

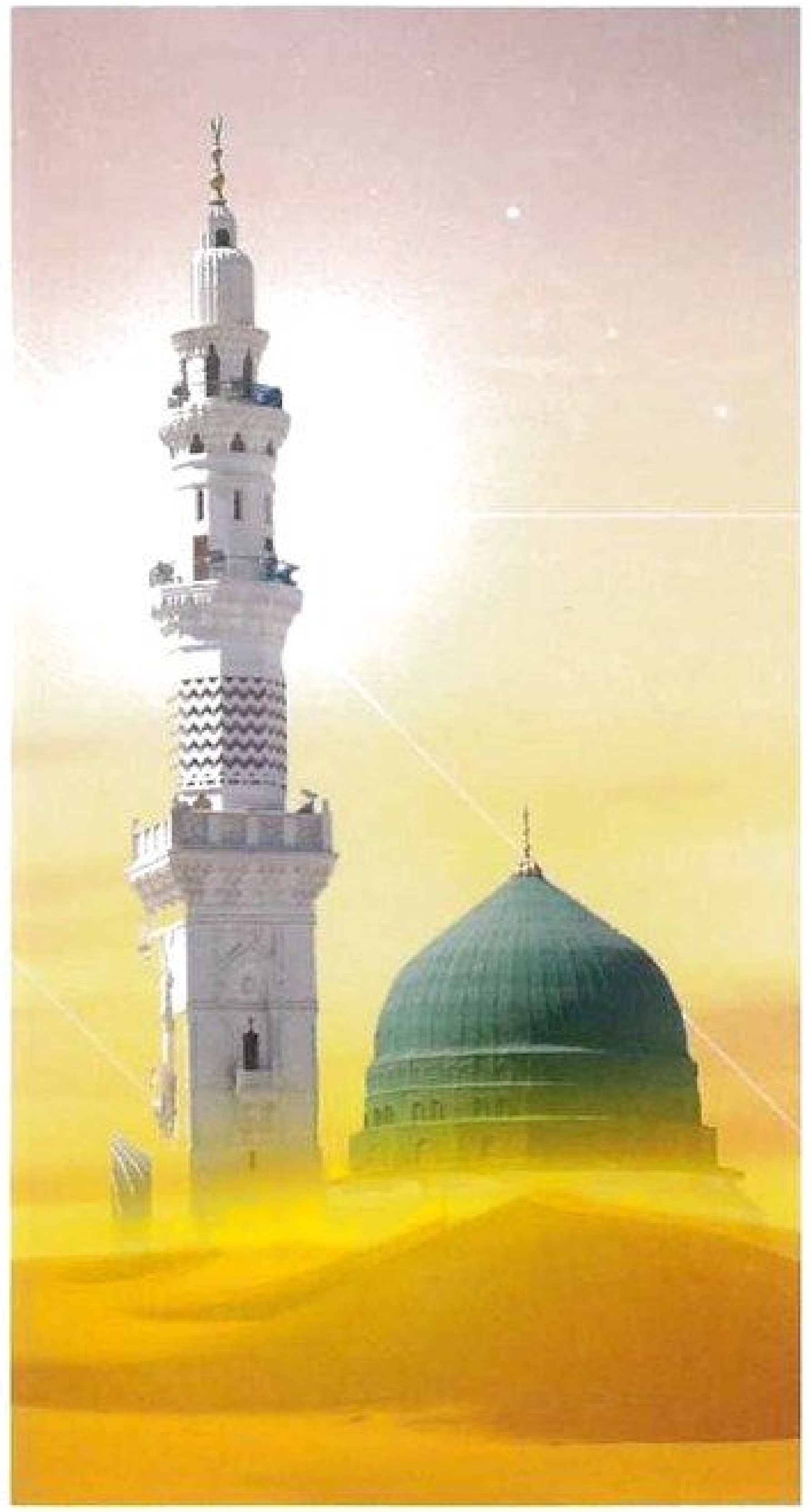

''الٰہی! تیری راہ میں سعد نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں، اس نے تیرے رسول کی تصدیق کی اور حقوق اسلام ادا کیے۔ الٰہی تو اس کی روح کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کر جیسا تو اپنے دوستوں کی ارواح کے ساتھ کرتا ہے''۔

قارئین کرام: اللہ کے رسول ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی، جنازے کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا کہ 70 ہزار فرشتے سعد کے جنازے میں شریک ہوئے تھے۔

دعا کے مسائل صفحہ: 12۔
(تالیف محمد اقبال کیلانی)

134- اللہ کا رزق

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ہمیں ایک شخص کے بارے میں بتایا۔ وہ شخص اپنے گھر گیا۔ اس کے گھر میں کھانے پینے کے لیے کچھ نہ تھا۔ اس سے اپنے گھر کی حالت دیکھی نہ گئی۔ وہ اضطراب و پریشانی کی حالت میں باہر نکل گیا۔ اپنے خاوند کی یہ حالت دیکھ کر بیوی کے دل پر چوٹ سی لگی۔ وہ اٹھی، چکی نکالی، تنور میں آگ جلائی اور اللہ کے حضور دست بدعا ہوگئی:

'اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا' ''اے اللہ! ہمیں رزق عطا فرما''۔

اچانک چکی چلنے لگی۔ اس نے چکی کے پاس پڑے ہوئے برتن کو دیکھا وہ بھر چکا تھا۔ تنور کو دیکھا وہ بھی بھرا ہوا تھا۔ خاوند جب گھر آیا اسے اپنے گھر کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔ گھر سے کھانے کی مہک اٹھ رہی تھی۔ اس نے اپنی بیوی سے استفسار کیا: کیا میرے بعد تمہیں کچھ ملا ہے؟ وہ کہنے لگی:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں! ہمارے رب نے ہمیں رزق فراہم کیا ہے۔ پھر اسے ساری بات بتائی۔

شوہر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: ہمیں چکی کا پاٹ اٹھا کر دیکھنا تو چاہیے کہ کتنی گندم باقی ہے؟ جب اس نے پاٹ اٹھایا تو فراہمی رزق کا یہ سلسلہ اللہ تعالی نے بند کر دیا۔

اس سارے معاملے کی خبر جب نبی کریم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

'أَمَا إِنَّهُ لَوْ لَمْ يَرْفَعْهَا، لَمْ تَزَلْ تَدُورُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'

''اگر وہ چکی کو نہ اٹھاتا تو یہ قیامت تک اسی طرح گھومتی رہتی'' (اور خوراک فراہم کرتی رہتی)۔

مسند أحمد بإسناد صحيح، حديث: 10658۔

135- کابل پر فوج کشی کرنے والا مجاہد

جعفر بن زید العبدی بیان کرتے ہیں: میں ان مجاہدین میں شامل تھا جنہوں نے کابل پر فوج کشی کی۔ اس لشکر میں صلہ بن اشیم بھی تھے۔ جب ہم دشمن کے علاقے کے قریب ہوئے تو ہمارے امیر نے ہدایت کی: کوئی شخص اکیلا لشکر سے علیحدہ نہ ہو کہیں وہ دشمن کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ اتفاق سے صلہ بن اشیم کا خچر کھو گیا۔ ان کا سامان بھی خچر پر لدا تھا وہ بھی ساتھ ہی چلا گیا۔ صلہ نے وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے التجا شروع کر دی: اے اللہ! میرا خچر لوٹا دے۔ لوگوں نے انہیں بتایا کہ لشکر جا رہا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنی دعا جاری رکھی۔ اور کہا: اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میرا خچر مجھے واپس مل جائے۔ ابھی انہوں نے اپنی دعا ختم نہیں کی تھی کہ ان کا خچر سامان سمیت واپس آ گیا۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 95، 96۔

136- میں اپنا ثواب نہیں بیچوں گا

یعقوب بن جعفر بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ عموریہ کی جنگ میں وہ معتصم کے ساتھ تھے۔ عموریہ کی جنگ کا پس منظر بھی انتہائی دلچسپ ہے۔ ایک پردہ دار مسلمان خاتون عموریہ کے بازار میں خریداری کے لیے گئی۔ ایک عیسائی دکاندار نے اسے بے پردہ کرنے کی کوشش کی اور اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ وہاں پر موجود ایک مسلمان آگے بڑھا تو عیسائی دکانداروں نے مل کر اسے قتل کر دیا۔ عورت نے بے بسی کے عالم میں پکارا: 'وَا مُعْتَصِمَاهُ' ہائے معتصم! میرے مدد کے لیے پہنچو۔ سب دکاندار ہنسنے لگے۔ اس کا مذاق اڑانے لگے کہ سیکڑوں میل دور سے معتصم تمہاری آواز کیسے سنے گا؟ ایک مسلمان یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا: میں اس کی آواز کو معتصم تک پہنچاؤں گا۔ وہ بغیر رکے دن رات سفر کرتا ہوا معتصم تک پہنچ گیا اور اسے یہ ماجرا سنایا۔ یہ سنا تھا کہ معتصم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ وہ بے چینی سے چکر لگانے لگا اور اپنی تلوار ہاتھ میں لے کر اونچی آواز میں چلانے لگا:

'لَبَّيْكِ يَا أُخْتَاهُ، لَبَّيْكِ يَا أُخْتَاهُ'

''میری بہن میں حاضر ہوں۔ میری بہن میں حاضر ہوں''۔

اس نے فوراً لشکر تیار کرنے کا حکم دے دیا اور اتنا بڑا لشکر تیار کیا کہ اسلامی تاریخ میں اس سے پہلے اتنے بڑے لشکر کی مثال نہیں ملتی۔ یعقوب بن جعفر کہتے ہیں: فوجیوں کو پانی کی ضرورت پڑی تو معتصم نے چمڑے کے حوض بنا کر دس میل تک پھیلا دیے اور ان میں وافر مقدار میں پانی فراہم کر دیا۔ پھر پانی کی فراہمی کے اس سلسلے کو عموریہ تک وسعت دے دی۔ مسلمانوں کی آمد سے خوفزدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

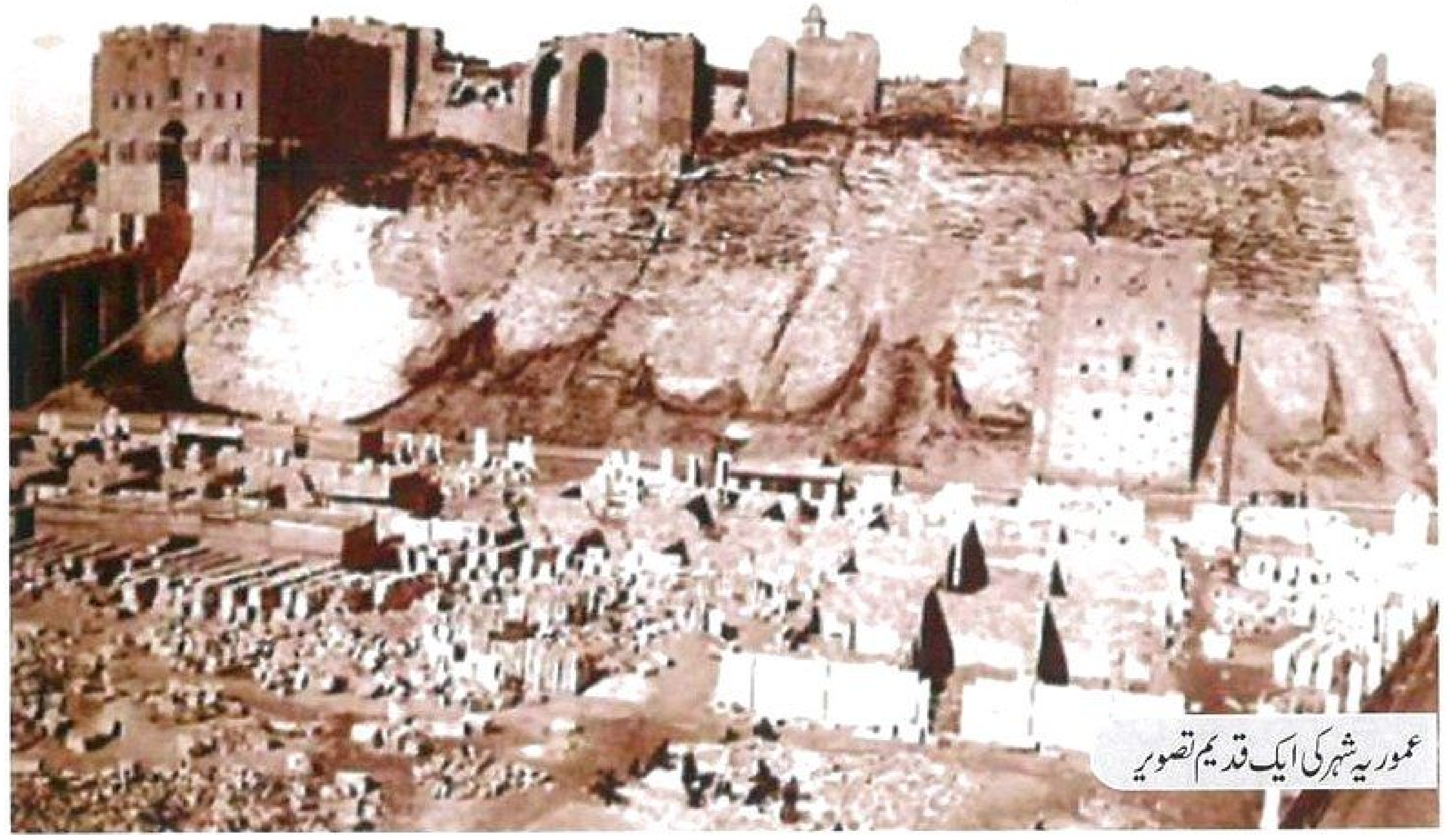

عموریہ شہر کی ایک قدیم تصویر

ہو کر رومی قلعہ بند ہو کر بیٹھ گئے۔ مسلمانوں نے عموریہ کا محاصرہ کر لیا۔ ایک بد بخت رومی ہر روز فصیل پر نمودار ہوتا۔ عربی زبان میں نبی کریم ﷺ کا نام ونسب ذکر کر کے گالیاں دیتا۔ مسلمانوں میں شدید اشتعال پھیل گیا۔ وہ اتنے فاصلے پر تھا کہ مسلمانوں کے تیر وہاں تک نہ پہنچ پاتے۔ مجبوراً اسے اس کے انجام سے دو چار کرنے کے لیے قلعہ کے فتح ہونے کا انتظار کرنا پڑا۔ جبکہ مسلمانوں کی خواہش تھی کہ ایک لمحے سے پہلے اسے جہنم رسید کر دیا جائے۔

یعقوب بن جعفر کہنے لگے: ان شاء اللہ میں اسے واصل جہنم کروں گا۔ انہوں نے تاک کر ایسا تیر مارا جو سیدھا اس کی شاہ رگ میں گھس گیا۔ وہ تڑپا، گرا اور واصل جہنم ہو گیا۔ مسلمانوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور ان میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ معتصم بھی بہت خوش ہوا۔ اس نے کہا: تیر مارنے والے کو میرے پاس لایا جائے۔ یعقوب بن جعفر معتصم کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: اپنا مکمل تعارف پیش کیجیے۔ یعقوب نے اپنا نام ونسب اور خاندانی پس منظر بتایا۔ یہ سن کر معتصم بہت خوش ہوا کہ یعقوب کا تعلق بھی بنو عباس سے ہے۔ اور کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس عظیم کام کا اجر بھی بنو عباس کے ایک فرد کے لیے مختص کیا ہے۔

پھر معتصم کہنے لگا: گستاخ رسول کو جہنم رسید کرنے کے عمل کا ثواب مجھے فروخت کر دیں۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! ثواب بیچا نہیں جاتا۔ وہ کہنے لگا: اگر آپ آمادہ ہوں تو میں ایک لاکھ درہم دینے کے لیے تیار ہوں۔ میں نے کہا: میں ثواب نہیں بیچوں گا۔ وہ مالیت بڑھاتا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے مجھے پانچ لاکھ درہم کی پیشکش کر دی۔ میں نے کہا: اگر آپ مجھے ساری دنیا بھی دیں گے تب بھی میں ثواب فروخت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گا۔ البتہ میں آپ کو اس کا نصف ثواب تحفے میں دیتا ہوں اور اس بات کی گواہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ معتصم کہنے لگا: اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اعلیٰ بدلہ عطا فرمائے میں راضی ہوں۔

پھر وہ کہنے لگا: تم نے تیر اندازی کہاں سے سیکھی ہے؟ میں نے جواب دیا: بصرہ میں اپنے گھر کے اندر۔ وہ کہنے لگا: چلو اس مہارت کے انعام کے طور پر مجھ سے کچھ لے لو۔ میں نے کہا: یہ تو جو بھی سیکھنا چاہے اسے مفت میں میسر ہے۔ پھر اس نے اصرار کر کے مجھے ایک لاکھ درہم دے ہی دیے۔

رسالة في الصيد والرماية والخيل۔

137- عطا خراسانی کی دعا

عطا خراسانی رحمہ اللہ ہمیشہ اپنی مجلس کے اختتام پر اٹھنے سے پہلے یہ دعا مانگا کرتے تھے:

’اللَّهُمَّ هَبْ لَنا يَقِينًا بِكَ حَتَّى تَهُونَ عَلَيْنَا مُصِيبَاتُ الدُّنْيَا، وَحَتَّى نَعْلَمَ أَنْ لَا يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كُتِبَ عَلَيْنَا، وَلَا يَأْتِينَا مِنْ هَذَا الرِّزْقِ إِلَّا مَا قَسَمْتَ بِهِ‘

’’اے اللہ! ہمیں ایسا یقین کامل عطا فرما کہ دنیا کی مصیبتیں ہمارے سامنے حقیر ہو جائیں۔ ہمارا ایمان ہو کہ ہمیں وہی تکلیف پہنچتی ہے جو ہمارے مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور ہمیں وہی رزق ملے گا جو ہماری قسمت میں ہے‘‘۔

الرقة والبكاء، لابن أبي الدنيا، ص: 119۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

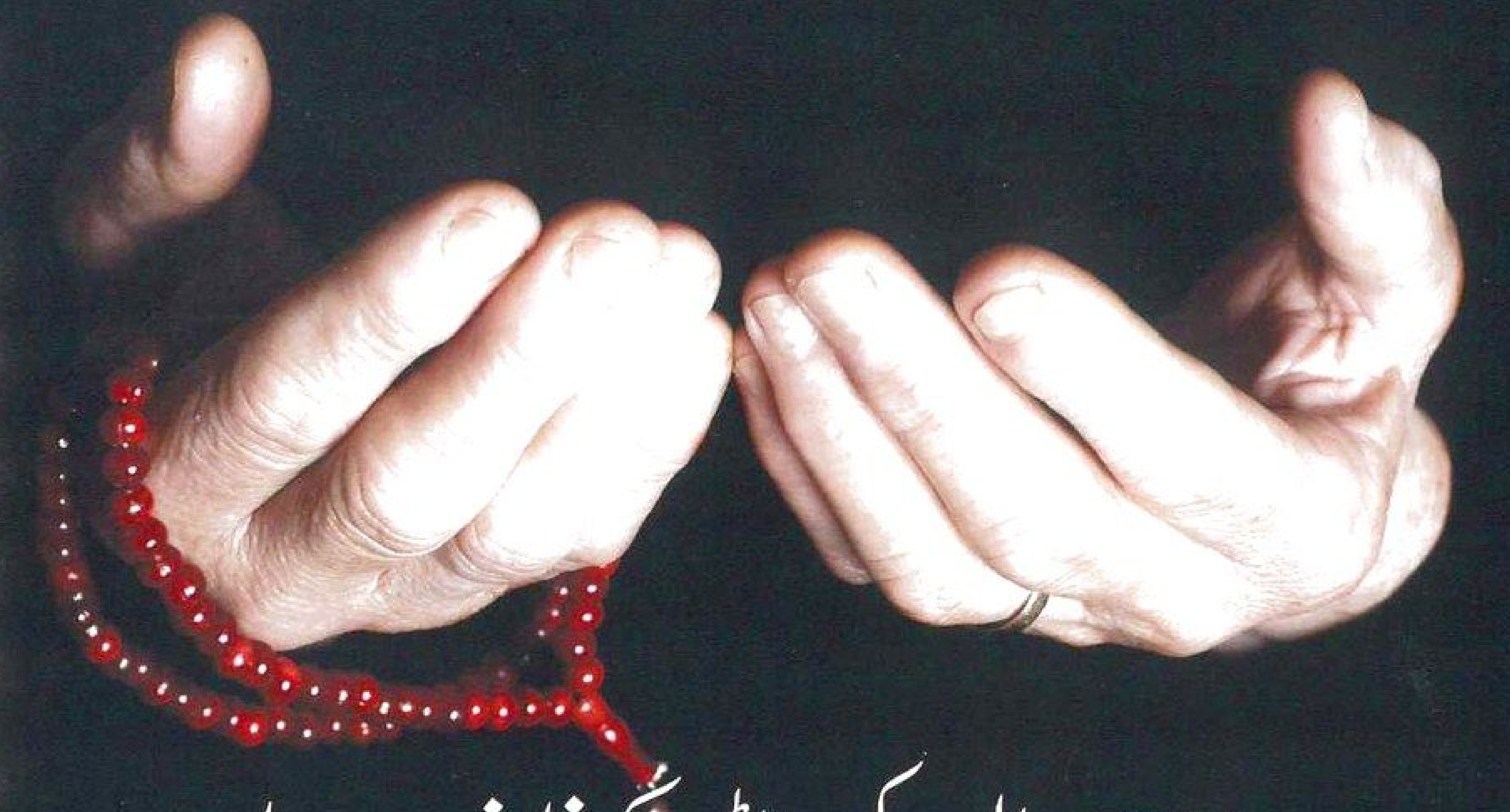

138- والدہ کی بیٹے کے خلاف بددعا

یہ 1422 ہجری کی بات ہے، حرم شریف میں ایک شخص نے شیخ سے سوال کیا کہ جب میں نے شادی کا ارادہ کیا تو میرا اپنی والدہ سے اختلاف ہو گیا، والدہ ناراض ہو کر کہنے لگیں: اللہ کرے تمہیں اس شادی سے خوشیاں نصیب نہ ہوں۔ واقعی شیخ صاحب! جب سے میں نے شادی کی ہے مجھے سعادت اور خوشی نصیب نہیں ہوئی، میں نے شادی کے بعد اپنی والدہ کو راضی بھی کر لیا تھا مگر اس کے باوجود وہ سکون، چین اور آرام جس کا میں متمنی تھا مجھے نصیب نہ ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

شیخ حرم نے جو جواب دیا اس کا مفہوم یہ تھا کہ تمہاری والدہ کی بددعا کے بعد اس کی رضامندی اس کی پہلی بددعا کو واپس نہیں لوٹا سکتی۔

اس لیے قارئین کرام! کسی صورت میں والدہ کو ناراض نہ ہونے دیں اور کوشش کریں کہ ان کی زبان سے آپ کے لیے کبھی بھی بددعا نہ نکلے۔ والدین کی دعا کو اولاد کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

139- سیدنا دانیال علیہ السلام کی دعا

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دانیال علیہ السلام کو بخت نصر بادشاہ کے پاس لایا گیا۔ بخت نصر نے انہیں مارنے کے لیے دو بھوکے شیروں کے ساتھ بند کر دیا۔ پانچ دن بعد ان لوگوں نے قید خانے کا دروازہ کھولا، اس امید پر کہ شیروں نے ان کی تکہ بوٹی کر ڈالی ہو گی۔ انہیں یہ دیکھ کر انتہائی تعجب ہوا کہ دانیال علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور دونوں شیر قید خانے میں ایک جانب بیٹھے تھے جیسے ان کی رکھوالی کر رہے ہوں۔ بخت نصر اصرار کرنے لگا: آپ مجھے بتائیں آپ نے کیا پڑھا کہ ان بھوکے خونخوار شیروں نے آپ کا کچھ نہیں بگاڑا۔

دانیال علیہ السلام نے بتایا کہ میں نے کہا تھا:

”تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اسے یاد کرنے والے کو کبھی نہیں بھولتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس سے امید لگانے والا کبھی نامراد نہیں ہوتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو اپنے اوپر بھروسہ کرنے والے کے بھروسے کو کبھی نہیں توڑتا۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جب سارے دنیاوی سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو اسی کا سہارا باقی ہوتا ہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جب ہم اپنے اعمال کو دیکھتے ہیں تو اس کی رحمت کی ہی امید ہوتی ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو ہماری مصیبتوں کو دور کرتا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو احسان کا بدلہ احسان سے دیتا ہے۔ تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو صبر کرنے پر نجات دیتا ہے“۔

ردُّ البلاء بالدعاء، ص: 95، 96۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

140- سورۃ الاخلاص

سورۃ الاخلاص (قل ھو اللہ احد) قرآن کریم کی چھوٹی سورتوں میں سے ایک ہے، یہ تو قریبا ہر مسلمان کو حفظ ہے، یہ چھوٹی سی سورت بہت افضل مرتبہ اور شان والی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے''۔

اس سورت میں عقیدہ توحید بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت اور اس کی صفت بیان ہوئی ہے اسی لیے ایک صحابی اس سورت کو بہت پسند کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے ایک فوجی دستے کا امیر بنا کر بھیجا، اس سنہرے دور میں امیر ہی نماز میں امام ہوا کرتا تھا، جب وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تو (قل ھو اللہ احد) کے ساتھ تلاوت ختم کرتے، جب یہ لوگ مدینہ طیبہ واپس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ سے ذکر کیا کہ ہمارے امیر تو ہر دفعہ رکوع جانے سے قبل سورۃ الاخلاص کی تلاوت کر کے رکوع میں جاتے تھے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ان سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: اس میں رحمان کی صفت ہے میں اس کو پڑھنا پسند کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو بتادیں کہ اس عمل کے باعث اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے، ایک اور حدیث کے مطابق یہ سورت اپنے سے محبت کرنے والے کے لیے جنت میں داخلے کا باعث بنتی ہے۔

قارئین کرام! ہم بھی کیوں نہ صبح وشام تین تین مرتبہ اس سورت کو پڑھنے کا اہتمام کریں۔ صرف ایک سے ڈیڑھ منٹ لگے گا اور ثواب کا آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا۔

141- دونوں طرف موت تھی

ایک شخص ہشام بن عبدالملک کے پاس آیا اور کہا: امیر المؤمنین! راستے میں میرے ساتھ ایک انتہائی عجیب ماجرا پیش آیا۔ عبدالملک نے پوچھا: وہ کیا؟ اس شخص نے بتایا کہ میں طیی کے دو پہاڑوں کے درمیان چل رہا تھا۔ یہ دیکھ کر میرا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا کہ ایک طرف سے شیر میری طرف بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف سے ایک بہت بڑا اژدھا میری طرف آرہا تھا۔ دونوں طرف مجھے موت منڈلاتی ہوئی نظر آئی۔ یہ نازک صورت حال دیکھ کر میں نے آسمان کی طرف امید بھری نظروں سے دیکھا اور کہا:

يَا دَافِعَ الْمَكْرُوهِ قَدْ تَرَاهُمَا   فَنَجِّنِي يَا رَبِّ مِنْ أَذَاهُمَا

وَمِنْ أَذَى مَنْ كَادَنِي سِوَاهُمَا   لَا تَجْعَلَنَّ شِلْوِي مِنْ قِرَاهُمَا

''اے مکروہات کو دور کرنے والے تو ان دونوں کو دیکھ رہا ہے کہ کس طرح مجھے نقصان پہنچانے کے لیے آرہے ہیں۔ اے میرے رب! مجھے ان کی اذیت سے نجات عطا فرما۔ ان کے علاوہ بھی جو مجھے ایذا پہنچانے کی منصوبہ بندی کرے اس کی اذیت سے بھی مجھے محفوظ فرما۔ اے اللہ! میرے جسم کو ان کی ضیافت نہ بنا''۔

وہ دونوں میرے قریب آئے، مجھے سونگھا، انہیں اتنا قریب محسوس کر کے مجھے اپنی موت کا پختہ یقین ہو گیا۔ پھر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

الفرج بعد الشدة، للتنوخي: 305۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

142- سید الاستغفار

اللہ رب العزت نہایت رحیم اور کریم ہیں، اپنے بندوں پر شفقت کرنے والے اور مختلف بہانوں سے انہیں جنت دینے والے ہیں۔ امام بخاری سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

''جو شخص سید الاستغفار یقین کے ساتھ دن کے وقت پڑھے اور شام سے پہلے وفات پا جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے رات کے وقت یقین کے ساتھ یہ کلمات پڑھے اور صبح ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گیا تو وہ بھی جنتی ہے۔

قارئین کرام: آیئے سید الاستغفار کو بمعہ ترجمہ پڑھتے ہیں۔ میں آپ کو یہ تجویز کیوں نہ دوں کہ اسے زبانی یاد کریں اور صبح وشام پڑھا کریں۔

'اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَاصَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ'

''اے اللہ تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو نے ہی مجھے پیدا کیا، میں تیرا بندہ ہوں، تجھ سے کیے ہوئے ہوئے عہد و پیمان پر اپنی استطاعت کے مطابق قائم ہوں، اپنے کیے ہوئے برے کاموں کے وبال سے تیری پناہ چاہتا ہوں، مجھ پر تیرے جو احسانات ہیں ان کا اعتراف اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے''۔

143- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی دعائیں

عباسی خلیفہ مامون الرشید نے معتزلہ کے اکسانے پر معتزلہ کے عقائد، نظریات اور فکر کو پھیلانے میں خاصے تشدد سے کام لیا۔ مامون الرشید کو بتایا گیا کہ امام احمد بن حنبل قابو نہیں آرہے، باقی لوگوں کو تقریباً رام کر لیا گیا ہے۔ مامون نے حکم دیا کہ انہیں گرفتار کر کے میرے پاس لایا جائے۔ امام صاحب کو جب گرفتار کر کے لے جایا جا رہا تھا تو ابھی راستے میں ہی تھے کہ مامون کا وقت ختم ہو گیا اور ملک الموت نے اللہ کے حکم سے اسے دنیا سے رخصت کر دیا۔

سير أعلام النبلاء، للذهبي: 11/241،242۔

144- فاتحہ کی برکت

امام ابن قیم الجوزیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ مکہ میں مقیم تھے۔ طواف کے دوران اچانک انہیں ایسی تکلیف شروع ہوئی کہ ان کا حرکت کرنا دشوار ہو گیا۔ انہوں نے درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر سورۃ فاتحہ پڑھی، تکلیف فوراً رفع ہو گئی اور ایسے محسوس ہوا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ مزید بیان کرتے ہیں: میں نے کئی مرتبہ اس سورت کے بارے میں یہ تجربہ کیا۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ فاتحہ کے علاوہ آب زمزم کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں: میں آب زمزم کا ایک پیالہ پکڑتا تھا۔ اس پر کئی مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا اور اسے پی جاتا تھا۔ اس عمل سے ایسی صحت مندی اور عافیت کا احساس ہوتا کہ دنیا کی ساری دوائیاں اس کے مقابلے میں ہیچ نظر آتی ہیں۔ یہ معاملہ یہیں تک محدود نہیں بلکہ اس سے کہیں بڑا ہے۔ ان چیزوں کے اثرات ہر شخص پر اس کی قوت ایمانی اور یقین کی پختگی کے مطابق ہوتے ہیں۔

مفتاح دار السعادة، ص: 270، مدارج السالكين: 1/57۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

145- میں نے اللہ کو قسم دی تھی

ایک مرتبہ بصرہ میں آگ بھڑک اٹھی، بہت سی جھونپڑیاں جل گئیں، لیکن حیرت کی بات یہ تھی کہ ان جلی ہوئی جھونپڑیوں کے درمیان ایک جھونپڑی بالکل صحیح سلامت کھڑی تھی۔ اس وقت بصرہ کے گورنر معروف صحابی سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہیں اس جھونپڑی کے بارے میں بتایا گیا۔ انہوں نے اس جھونپڑی کے مالک کو بلا بھیجا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سیدنا ابو موسی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اس دہکتی ہوئی آگ میں تمہاری جھونپڑی کیسے سلامت رہی؟ جبکہ آس پاس کی سب جھونپڑیاں جل کر خاکستر ہو گئیں۔ اس شخص کا جواب بڑا حیرت انگیز تھا۔ اس نے بتایا: میں نے اللہ تعالی کو حلف دے کر کہا تھا: یا اللہ! تجھے تیری ذات کی قسم ہے، میری جھونپڑی نہ جلنے پائے۔

ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب سن کر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

’سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي رِجَالٌ طُلْسٌ رُؤُوسُهُمْ، دُنْسٌ ثِيَابُهُمْ، لَوْ أَقْسَمُوا عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُمْ‘

’’میری امت میں کچھ ایسے افراد بھی ہونگے جن کے سر غبار آلود ہوں گے۔ غربت کی وجہ سے ان کا لباس بھی بوسیدہ ہوگا لیکن اگر وہ اللہ کو قسم دے کر کوئی بات کریں گے تو اللہ تعالی اسے ضرور پورا کرے گا۔

صفة الصفوة: 1/400۔

146- گدھا واپس مل گیا

قاضی ابو بکر عبداللہ بن احمد قفال بغداد کے بہت مشہور عالم دین اور قاضی تھے۔ ان کے ایک شاگرد قاضی حسین کہتے ہیں: ایک دفعہ میں قاضی قفال کے پاس تھا کہ ایک دیہاتی آیا اور شکایت کی کہ سلطان کے کچھ لوگ اس کا گدھا چھین کر لے گئے ہیں۔

قاضی قفال رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا: جاؤ غسل کرو مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھو اور اللہ تعالی سے دعا کرو کہ وہ تمہارا گدھا واپس لوٹا دے۔ دیہاتی بڑا حیران ہوا کہ قاضی صاحب مجھے میرا حق دلانے کی بجائے کس طرح کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اگر یہی کرنا تھا تو عدالت میں آنے کی کیا ضرورت تھی؟! اس نے دوبارہ مطالبہ پیش کیا: مجھے میرا گدھا واپس دلوایا جائے۔ امام قفال نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ دیہاتی ان کی تجویز پر عمل کرنے کے لیے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد قفال نے اس کا گدھا لانے کے لیے ایک شخص کو بھیج دیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے نکلنے لگا تو اس نے دیکھا کہ اس کا گدھا بھی مسجد کے دروازے پر موجود ہے وہ کہنے لگا: اللہ کا شکر ہے جس نے میرا گدھا واپس دلا دیا۔ جب وہ دیہاتی چلا گیا تو قفال سے پوچھا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ قاضی صاحب نے جواب دیا: میں اس کا اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا چاہتا تھا تاکہ وہ ہمارا شکریہ ادا کرنے کی بجائے اللہ تعالی کا شکر بجالائے۔

طبقات الشافعية، للإمام السبكي: 5/55۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

147- اللہ کا انصاف

ایک شخص تھا تو غریب لیکن انتہائی خوش بخت تھا۔ اس کا گھرانہ ایک بیوی، پانچ بچوں، دو بہنوں اور بوڑھی والدہ پر مشتمل تھا۔ اس شخص کی ایک غریب علاقے میں سبزی کی دکان تھی۔ نہ تو اس کے پاس مال تھا کہ کسی اچھی جگہ دکان لے سکتا، نہ اتنے وسائل تھے کہ اس سے بہتر سامان رکھتا۔

اس کا گھر بھی بوسیدہ اور ٹوٹا پھوٹا تھا۔ مجازی طور پر ہی اسے گھر کہا جا رہا ہے ورنہ صرف ایک کمرہ اور چھوٹا سا صحن تھا۔ سارا گھرانہ اسی ایک کمرے میں سوتا، بلکہ کچن نہ ہونے کے باعث وہ کھانا بھی اسی کمرے میں پکاتے تھے۔ جب وہ شخص شام کو گھر لوٹتا، اس کے ہاتھ میں سبزی، گوشت اور روٹیاں ہوتیں۔ اس کے گھر والے خوشدلی اور خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے۔ اس کے ہاتھ سے سامان پکڑتے اور کھانا تیار کرنے میں لگ جاتے۔ ہر روز انہیں گوشت میسر نہیں آتا تھا۔ جب سیل اچھی ہوتی تو وہ گوشت خریدتے ورنہ سبزیوں پر ہی گزارا کرتے۔ ان کے پڑوس میں اعلی عدلیہ کے ایک قاضی صاحب رہائش پذیر تھے۔ وہ اس خاندان سے بہت متاثر تھے کہ یہ لوگ غربت اور تنگی کے باوجود انتہائی صابر وشاکر تھے۔

قاضی صاحب اکثر ان لوگوں کی مثال دیتے کہ میں نے زندگی میں ان سے زیادہ سعادت مند گھرانہ نہیں دیکھا۔ جب شام کو صاحب خانہ دکان سے لوٹتے ہیں تو سب گھر والے پر جوش انداز میں ان کا استقبال کرتے ہیں۔ اس موقع پر اکثر ان کے گھر سے حمد وثنا کے کلمات کی آوازیں آتی

ہیں۔ میری یہ خواہش ہوتی ہے کہ میں اس خوشنما منظر سے محظوظ ہوسکوں۔ پھر یہ لوگ کھانا تیار کرتے ہیں اور بڑے برتن میں ڈال کر سب مل کر کھاتے ہیں۔ ان کے کھانے کا اختتام بھی اللہ تعالی کی حمد وثنا اور مسنون دعاؤں پر ہوتا ہے۔ آخر میں یہ اپنے بوسیدہ لیکن صاف ستھرے بستروں پر بڑی خوشی اور قناعت کے ساتھ آرام کرتے ہیں۔ یہ کسی بڑے دنیاوی مال ومتاع کی تمنا نہیں رکھتے تھے۔ ان کی صرف یہی خواہش تھی کہ صحت وعافیت کے ساتھ ان کی زندگی گزرتی رہے اور انہیں کسی انسان کا محتاج نہ ہونا پڑے۔

موسم خزاں کی ایک شام تھی۔ یہ لوگ حسب معمول اپنے سربراہ خانہ کے منتظر تھے۔ دروازے پر دستک ہوئی۔ ان لوگوں نے دروازہ کھولا تو سامنے تین چار پولیس والے کھڑے تھے۔ ان کے ساتھ ایک ایمبولینس بھی تھی۔ پولیس والوں نے انہیں یہ افسوسناک خبر دی کہ صاحب خانہ ایک ٹریفک حادثے میں جاں بحق ہوگئے ہیں۔ ہوا کچھ یوں کہ اس شخص نے شام کے وقت اپنی دکان بند کی، پڑوس میں قصاب کی دکان سے گوشت خریدا، نانبائی سے روٹیاں لیں اور سبزیوں کا تھیلا، گوشت اور روٹیاں لے کر گھر کی طرف چل پڑا۔ سڑک عبور کرتے ہوئے ایک تیز رفتار گاڑی نے اسے کچل دیا اور یہ بیچارا موقع پر ہی جاں بحق ہوگیا۔

اس دلخراش سانحہ کی وجہ سے قرب وجوار کے لوگ بھی جمع ہوگئے۔ انہوں نے متوفی کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کیا۔ اگلے دن صبح کے وقت اس کی نماز جنازہ ادا کرکے اسے دفن کر دیا گیا۔ سارے گھر کی کفالت کا انحصار اس اکیلے شخص کی آمدنی پر تھا۔ اب سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ گھر کیسے چلایا جائے؟ اس شخص کے سب سے بڑے بیٹے کی عمر پندرہ سال تھی۔ یہ ہائی اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ اس نے تعلیم کو خیر باد کہا اور اپنے باپ کی دکان کھول لی۔ زندگی پھر اسی روٹین سے گزرنے لگی۔ لیکن اب ان کی مسکراہٹیں غائب ہوچکی تھیں۔ سب لوگ افسردہ رہتے، کھانا کھاتے وقت بھی اکثر ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آنکھیں بھیگی رہتیں۔ اس گھر کی سعادت اس گھر کے محبوب کے ساتھ ہی دفن ہوگئی تھی۔

یہ انتہائی مشکل دن سست روی سے گزرتے رہے یہاں تک کہ تین سال گزر گئے اور بڑے بیٹے کی عمر 18 برس ہوگئی۔ ایک دن اچانک اسے حکومت کی طرف سے فوجی خدمات کے لیے طلب کرلیا گیا۔ والد کے بعد گھر کا سارا انحصار اسی لڑکے پر تھا۔ گھر والے پھر بہت پریشان ہوئے کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ وہ سب سوچ بچار کرنے لگے: کیا دوسرے بیٹے کو سکول چھڑوا کر دکان پر بٹھا دیا جائے؟ ایسی صورت میں اس کی تعلیم کا کیا بنے گا۔ اگر وہ اپنی تعلیم جاری رکھتا ہے تو گھر والوں کا گزارا کیسے چلے گا۔ بہت زیادہ سوچ بچار کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ انہیں یہ گھر فروخت کردینا چاہیے تاکہ اپنے بڑے بیٹے کی جبری فوجی خدمت کے عوض میں پیسے جمع کروائے جاسکیں۔

قارئین کرام! یہ لوگ عراق میں رہائش پذیر تھے وہاں یہ قانون تھا کہ ہر گھر سے ایک نوجوان کو حکومت زبردستی فوج میں بھرتی کرلیتی اور اس پر معاوضہ بھی کچھ نہ دیتی تھی۔ ہاں اگر کوئی اس جبری مشقت سے بچنا چاہتا تو اس کے لیے لازم تھا کہ وہ سرکاری خزانے میں چار ہزار دینار جمع کروائے۔ چنانچہ اس رقم کی فراہمی کے لیے گھر والوں نے مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔

اگرچہ اس فیصلے میں بھی ان کی کیفیت اس بکری کی سی تھی جس کے بارے میں سوچا جارہا ہو کہ اسے ذبح کرکے اس کی کھال اتاری جائے یا ویسے ہی کھینچ لی جائے۔

فوجی خدمات کے لیے دھر لیے جانے والے بیٹے کو ایک قریبی شہر میں تربیت کے لیے ایک عسکری ادارے میں بھیج دیا گیا۔ وہ بادل نخواستہ ہی ادھر آیا تھا۔ اسلحہ کی تربیت میں اس کا دل بالکل نہیں لگتا تھا۔ انسٹرکٹر بولتے رہتے مگر یہ اپنے خیالوں میں گم رہتا۔ اس کے ذہن میں اپنے گھریلو حالات

گھومتے رہتے۔ اساتذہ نے کئی مرتبہ اس کی توجہ دلائی، وارننگز دیں لیکن اس کا جسم تو یہاں تھا، ذہن کہیں اور اٹکا ہوا تھا۔

ایک دن استاذ نے اسے بٹھا کر اس کا اصل مسئلہ پوچھا: اس نے جواب میں اپنی ساری بپتا کہہ سنائی۔ اب استاذ نے اصرار کرنا چھوڑ دیا اور اس کا مسئلہ اپنے آفیسر کے سامنے پیش کیا۔ آفیسر نے اس کے مسئلے کا کوئی حل نکالنے کی بجائے اس کی ڈیوٹی کچن میں لگادی۔ اب وہ یہاں برتن دھوتا، گوشت کاٹتا، آگ جلاتا اور کھانا تقسیم کرتا۔ شب وروز اس کی یہی مصروفیات تھیں۔

ادھر اس کی ماں کی بھی یہی کیفیت تھی۔ وہ بظاہر تو چلتی پھرتی کھاتی پیتی اور سوتی جاگتی تھی لیکن اس کا ذہن کسی اور ہی دنیا میں گم رہتا تھا۔ اس نے اپنے گھر کی رجسٹری گروی رکھ کر ایک پراپرٹی ڈیلر سے کچھ رقم گھریلو اخراجات کے لیے ادھار لی اور اپنا مکان فروخت ہونے کے لیے لگادیا۔

مختلف خریدار ان کا مکان دیکھنے کے لیے آتے رہے آخر بیس دن کے بعد ان کا مکان چار ہزار دینار میں فروخت ہوگیا۔ پھر مزید نو دن کاغذی کارروائی میں لگ گئے۔ صرف ایک دن باقی بچا تھا۔ ان کے ہاں یہ ضابطہ تھا کہ تیس دن کے اندر اندر اس جبری فوجی خدمت کے عوض میں چار ہزار دینار جمع کروائے جاسکتے تھے۔ تیس دن گزرنے کے بعد یہ معاوضہ بھی قبول نہیں کیا جاتا تھا۔ اس خاتون نے یہ معاوضہ جمع کروانے کے لیے اس شہر جانا تھا جس میں اس کا بیٹا تھا۔ یہ شہر 240 کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ جب وہ بس سٹاپ پر پہنچی تو اس شہر جانے کے لیے اس کے علاوہ کوئی اور مسافر نہیں تھا۔ اس نے کافی دیر تک سواریوں کا انتظار کیا، لیکن کسی کو آنا تھا نہ آیا۔ وہ ہر پل انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔ اس کے سارے خاندان کی زندگی اور ناموس داؤ پر لگی ہوئی تھی۔ اس نے بس والے سے کہا: تم گاڑی لے کر چلو میں ساری بس کا کرایہ ادا کروں گی۔ ڈرائیور اس اکیلی خاتون کو لے کر چل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا۔ راستے میں باتوں باتوں میں اس نے سادہ لوح خاتون سے یہ معلوم کرلیا کہ اس کے پاس چار ہزار درہم ہیں۔ ڈرائیور کی نیت بدل گئی۔ راستے میں ایک ویران جگہ پر جا کر ڈارائیور نے گاڑی کھڑی کرلی اور خنجر کی نوک پر اس خاتون سے نیچے اترنے کے لیے کہا۔ اس نے خاتون پر پے در پے وار کیے اور اسے نیم مردہ حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے خاتون کا بیگ اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر وہ واپس آنے کی بجائے اسی شہر کی طرف روانہ ہوگیا جدھر جا رہا تھا تاکہ شک کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ وہ گاڑی لے کر بس اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے سمجھا شاید اس بس میں آنے والی سواریاں راستے میں اتر گئی ہیں۔ ایسا ہوتا رہتا تھا اس لیے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی۔ واپسی پر ڈرائیور اسی راستے سے گزرا۔ جب وہ اس جگہ کے قریب پہنچا جہاں اس نے جرم کا ارتکاب کیا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ایک مرتبہ اس عورت کی لاش پر نظر ڈال لوں۔ اس نے مسافروں سے بہانہ لگایا: میں قضائے حاجت کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ چند منٹ بعد واپس آتا ہوں۔ وہ اس وادی کی طرف گیا اسے کراہنے کی ایک نحیف سی آواز سنائی دی۔ یہ دیکھ کر وہ غصے سے کہنے لگا: اے ملعون عورت! تم ابھی تک زندہ ہو۔ پھر وہ ایک بڑے پتھر کی طرف جھکا تاکہ اس کے ذریعہ اس خاتون کا سر کچل دے۔ جب اس نے پتھر اٹھایا تو پتھر کے نیچے سے ایک زہریلے سانپ نے اسے ڈس لیا۔ اس کے منہ سے ایک دلخراش چیخ نکلی اور اس نے تڑپنا شروع کردیا۔ مسافر اس کی آواز سن کر بھاگے بھاگے وہاں آئے۔ انہیں دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ وہاں ایک جاں بلب خاتون بھی تھی۔ خاتون صرف اتنا ہی کہہ سکی: اس ڈرائیور سے میرا سامان واپس لو۔ وہ ڈرائیور اس پوزیشن میں نہیں تھا کہ زیادہ مزاحمت کرسکتا اس نے بتا دیا کہ اس خاتون کا بیگ میں نے گاڑی میں فلاں جگہ پر چھپایا ہوا ہے۔ وہ بیگ وصول کر کے خاتون کے حوالے کر دیا گیا۔ پھر مسافروں نے دوسری طرف سے آنے والی ایک بس کو روکا جو اسی شہر کو جا رہی تھی جہاں خاتون جانا چاہتی تھی۔ انہوں نے اس گاڑی کے

ڈرائیور سے درخواست کی کہ اس خاتون اور ڈرائیور کو ہسپتال پہنچا دے۔ ڈرائیور خوشدلی سے اس کام کے لیے آمادہ ہوگیا۔ وہ مجرم ڈرائیور تو جسم میں زہر پھیلنے کی وجہ سے راستے میں ہی دم توڑ گیا۔

اس خاتون کو البتہ ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ خبر ملنے پر پولیس والے بھی پہنچ گئے۔ عورت مسلسل بے ہوش تھی۔ اس کے سامان میں پولیس والوں کو اس خاتون کے بیٹے کا ایڈریس مل گیا۔ پولیس نے بیٹے کو خبر دی وہ بھی فوراً ہسپتال پہنچ گیا۔ ڈاکٹر اس خاتون کو ہوش میں لانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے تھے کیونکہ زیادہ دیر بے ہوش رہنا اس کے لیے جان لیوا ہوسکتا تھا۔ اگلے دن اسے ہوش آیا اس نے ہلکی سی آنکھیں کھولیں۔ بیٹے پر نظر پڑی تو ماں کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے صرف اتنا کہا: بیٹا! میں رقم لے آئی ہوں۔ جبری فوجی خدمات کا معاوضہ ادا کر کے فوری رخصت حاصل کرلو، پھر اس پر غنودگی سی طاری ہوگئی۔ لڑکے نے وہ رقم جمع کروادی اور اسے اجازت مل گئی۔ اس خاتون کی حالت آہستہ آہستہ سنبھلنے لگی۔ ایک دن آیا کہ وہ ہسپتال سے مکمل صحتیاب ہوکر فارغ ہوگئی۔

اس واقعہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔ اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کئی مظاہر تھے۔ ڈرائیور پہلی مرتبہ اسے نیم مردہ حالت میں چھوڑ گیا۔ واپسی پر اگر ڈرائیور وہاں نہ رکتا تو شاید کسی کو اس خاتون کے بارے میں بالکل پتا نہ چلتا کیونکہ اس وادی کی طرف کوئی جاتا ہی نہ تھا۔ زہریلے اور موذی جانوروں کی وجہ سے چرواہے بھی ادھر کا رخ نہیں کرتے تھے۔ اس عورت کی آواز اتنی نحیف تھی کہ کسی کو سنائی نہ دیتی۔ اگر ڈرائیور سانپ کے ڈسنے سے اتنی زور سے نہ چیختا تو کوئی اس عورت تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اگر اس عورت کو اسی شہر میں جو اس کی منزل تھا نہ پہنچایا جاتا تو وہ اپنے بیٹے تک نہ پہنچ پاتی۔ اگر اسے چند لمحوں کے لیے ہوش نہ آتا تو وہ اپنے بیٹے کو یہ نہ بتا پاتی کہ رقم کا انتظام ہوگیا ہے۔ نتیجتاً اس کے بیٹے کو جبری فوجی خدمات سے رہائی نہ ملتی۔ یہ سب اس علیم و قدیر ذات کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تدبیریں تھیں کہ ہر گتھی سلجھتی چلی گئی۔

جب اس قصے کا چرچا ہوا تو یہ بات ان کے سابقہ پڑوسی جج صاحب تک بھی پہنچ گئی۔انہوں نے اپنے دوست واحباب اور محلّہ داروں سے کہا کہ ضرورت اور آزمائش کی اس گھڑی میں ان لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔ان لوگوں نے پیسے اکٹھے کر کے ان کا مکان خریدنے والے شخص سے رابطہ کیا۔اس تک بھی یہ واقعہ پہنچ چکا تھا وہ بھی خوشی خوشی یہ مکان واپس کرنے پر تیار ہو گیا۔رقم اتنی جمع ہو چکی تھی کہ چار ہزار دینار جمع کروانے کے باوجود تین ہزار دینار بچ گئے۔اس رقم کے ذریعے مکان کی حالت کو بہتر بنایا گیا۔

لڑکے نے دوبارہ والد کی دکان سنبھال لی۔اب صورت حال بدل چکی تھی۔اس کے پاس دور دراز سے گاہک آنے لگے تھے۔ہر وقت خریداروں کا تانتا بندھا رہتا۔کچھ عرصے بعد اس نے اپنی دکان نسبتاً بہتر جگہ پر منتقل کر لی۔اس کا کاروبار خوب چل نکلا۔اب زندگی بڑی آسودگی سے گزر رہی تھی۔عسرت وتنگی میں بھی وہ لوگ اللہ کے ذکر اور شکر کو نہیں بھولے تھے۔اب آہستہ آہستہ فراخی آ رہی تھی تو اب بھی وہ سپاس گزاری کے جذبے سے سرشار رہتے تھے۔کئی سال گزر گئے۔ان کے بچے یکے بعد دیگرے تعلیم سے فارغ ہونے لگے۔ایک بیٹا انجنیئر بن گیا، دوسرا ڈاکٹر اور تیسرا آرمی آفیسر بن گیا۔اب ان کا کھانا صرف چائے روٹی یا روٹی اور سبزی نہیں ہوتی۔حالات اب ایسے نہیں رہے کہ انہیں کبھی کبھار گوشت میسر آتا ہو۔ان کے دستر خوان پر انواع واقسام کے کھانے ہوتے ہیں۔یہ خاندان لوگوں کے لیے بہترین مثال ہے کہ یہ لوگ تنگی اور فراخی کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے۔

1385 ہجری میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ یہ خاندان دجلہ کے کنارے بغداد کے بڑے پل کے

قریب ایک بہت بڑے محل نما گھر میں منتقل ہو گیا۔اب یہ خاندان چار خاندان بن چکے ہیں۔تینوں بڑے بیٹوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اولاد کی نعمت سے بھی نواز رکھا ہے۔اب بھی اس گھر کے سب افراد محبت اور احترام کے اٹوٹ رشتے میں جڑے ہوئے ہیں۔کبھی انہیں ایک دوسرے سے شکایت پیدا نہیں ہوئی۔والد کی وفات سے لیکر ان کی والدہ ہی گھر کی سربراہ ہیں۔گھر کا ہر فرد ان کی رائے کا بے حد احترام کرتا ہے۔اس سے پہلے کہ ہم اس واقعہ کو ختم کریں اس کے سب سے اہم نقطے کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں۔اس خاتون سے پوچھا گیا: جب ڈرائیور نے خنجر کے پے در پے وار کر کے آپ کو ایک ویران بیابان میں پھینک دیا تھا۔اس وقت آپ کی کیفیت کیا تھی۔اتنا زیادہ خون بہہ جانے اور اتنے گہرے گھاؤ لگنے کے باوجود آپ کس طرح زندہ رہیں۔خاتون نے بتایا: اس ساری مدت کے دوران میری زبان پر بس یہی الفاظ تھے:

’’اے آسمان وزمین کے مالک! تو میری حالت کو جانتا ہے۔اپنی قدرت سے میرے لیے بیٹے کی جبری فوجی خدمت کا معاوضہ صحیح وقت پر پہنچانے کے اسباب مہیا فرما دے تاکہ وہ گھر واپس آ سکے اور اپنے گھر والوں کی کفالت کی ذمہ داری نبھا سکے‘‘۔

اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کی دعا قبول فرما لی۔اس کا مال واولاد دونوں اسے دوبارہ مل گئے۔مالک حقیقی نے اس کے دشمن سے انتقام بھی لے لیا اور ان کی تنگی وعسرت بھی فارغ البالی اور آسودگی میں بدل گئی۔سچ فرمایا اللہ کے رسول ﷺ نے:

’اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ، فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ‘

’’مظلوم کی بددعا سے بچ کر رہو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی‘‘۔

عدالة السماء، للواء الركن محمود شيت خطاب، قصص واقعية مؤثرة، ص: 64-74

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

148- یا اللہ اسے اندھا کردے

ابومسلم خولانی بہت مستجاب الدعوات تھے۔ ان کے بارے میں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی ہرن گزر رہا ہوتا، بچے ان سے کہتے: اے ابومسلم! اللہ سے دعا کیجئے ہم آسانی سے اس ہرن کو پکڑ لیں تو ابومسلم دعا کرتے اور بچے بڑی آسانی سے ہرن پکڑ لیتے۔

عثمان بن عطا بیان کرتے ہیں کہ ابومسلم جب اپنے گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے سلام کہتے۔ جب گھر کے درمیان میں پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے۔ جواب میں ان کی بیوی بھی اللہ اکبر کہتی۔ پھر وہ اپنے کمرے میں داخل ہوکر چادر اور جوتا اتارتے، ان کی بیوی کھانا لگاتی اور وہ کھانا تناول فرماتے۔

ایک رات وہ گھر آئے۔ اللہ اکبر کہا لیکن بیوی کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ پھر انہوں نے کمرے کے دروازے کے پاس آکر اللہ اکبر کہا۔ بیوی نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا۔ آج ان کی بیوی نے گھر میں کوئی چراغ بھی نہیں جلایا تھا۔ ابومسلم نے دیکھا کہ ان کی بیوی افسردہ حالت میں بیٹھی ایک چھوٹی سی لکڑی کے ساتھ زمین پر آڑی ترچھی لکیریں کھینچ رہی ہے۔ ابومسلم نے پوچھا: کیا ہوا؟

بیوی نے جواب دیا: لوگوں کے ہاں وسائل کی فراوانی ہے۔ آپ بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس

جائیں اور ان سے غلام اور دیگر اسباب زندگی کے متعلق سوال کریں تاکہ ہماری زندگی میں بھی کوئی راحت آئے۔ ابومسلم کو پتا چل گیا کہ میری بیوی کو کسی نے ورغلایا ہے۔ وگرنہ وہ تو اللہ پر توکل کرنے والی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے: اے اللہ! جس نے میری بیوی کو ورغلایا ہے اسے اندھا کردے۔

ان کی بیوی کے پاس ایک خاتون بیٹھی ہوئی تھی جس نے اسے ورغلایا تھا۔ ابومسلم کی دعا کے بعد کہنے لگی: اچانک آپ کے گھر میں اتنی تاریکی کیوں چھا گئی ہے۔ مجھے کچھ سجھائی نہیں دے رہا۔ پھر جب اس نے آہ وزاری شروع کردی تو ابومسلم نے خاتون کے لیے بینائی کی واپسی کی دعا کردی اور اس خاتون کی بینائی لوٹ آئی۔ وہ خاتون اپنے گھر چلی گئی اور ان کی بیوی پہلے کی طرح انتہائی صالحہ، اللہ کا تقوی رکھنے والی اور اللہ پر بھروسہ کرنے والی بن گئی۔

مجابو الدعوة، ص: 124۔

149- آپ بھی اس کے سامنے کمزور ہیں

مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد حکومت میں عبداللہ بن مسلم بن محارب سے کوئی خطا سرزد ہوگئی۔ انہیں گرفتار کرکے ہارون الرشید کے پاس لایا گیا۔ عبداللہ بن مسلم نے ہارون الرشید سے مخاطب ہوکر کہا: امیر المؤمنین! میں آپ کے سامنے جتنا کمزور اور بے بس ہوں ایک ذات ایسی ہے کہ آپ اس کے سامنے مجھ سے کہیں زیادہ بے بس اور کمزور ہیں۔ آپ مجھے سزا دینے کا جتنا اختیار اور طاقت رکھتے ہیں۔ وہ ذات میری اس کیفیت کے مقابلے میں کہیں زیادہ آپ کو سزا دینے کا اختیار رکھتی ہے۔ میں آپ کو اس عظیم ذات کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کردیں۔ ہارون الرشید نے عبداللہ بن مسلم کو معاف کردیا کیونکہ اس نے اللہ تعالی کی قدرت اور اختیار کا واسطہ دیا تھا۔

أدب الدنيا والدين،للماوردي،ص :235-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

150- نیکی اور دعا کبھی ضائع نہیں ہوتی

قارئین کرام! زیرنظر واقعہ کویت کے ایک ایسے شخص کا ہے جو خیرخواہی اور نیک اعمال میں معروف تھا، وہ نیکی اور احسان کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو خوب مال ودولت سے نواز رکھا تھا۔

ہوا یوں کہ ایک دن اس نے گھر خریدنے کا ارادہ کیا اور جائداد کی خرید وفروخت کرنے والی ایجنسی کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے انہیں بتایا کہ اسے ایک گھر خریدنا ہے جس کی قیمت اتنی ہو اور وہ اتنا بڑا ہونا چاہیے، وغیرہ وغیرہ......

ایجنسی والوں نے اسے مرحبا کہا اور بتایا: ہمارے پاس آپ کی بتائی ہوئی شرائط کے مطابق ایک گھر بکنے کے لیے آیا ہوا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو دکھا سکتے ہیں۔ اگر پسند آئے تو خرید لیجیے، اس نے کہا: ٹھیک ہے، ان کے درمیان طے ہوگیا کہ اگلے دن صبح سویرے یہ گھر دیکھیں گے۔ اگلے روز وقت مقررہ پر اس رئیل اسٹیٹ ایجنسی کا ملازم اس نیک شخص کو اس گھر میں لے گیا تاکہ وہ اس کا معائنہ کرسکے، گھر دیکھتے ہوئے اس شخص کی نگاہ اچانک گھر کے ایک کونے میں بیٹھی ایک خاتون پر پڑی جس کے اردگرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے اور وہ روتے ہوئے دعا کررہی تھی، اس شخص نے سنا کہ وہ کہہ رہی تھی:

'حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَى الَّذِي يُرِيدُ إِخْرَاجَنَا مِنَ الْبَيْتِ غَصْبًا'

''ہمیں اس شخص کے خلاف اللہ کافی ہے جو ہمیں زبردستی اس گھر سے نکالنا چاہتا ہے''۔

وہ شخص اس گھر سے فوراً ہی باہر آگیا، رئیل اسٹیٹ کا آدمی بھی اس کے پیچھے پیچھے بھاگا بھاگا آیا اور کہنے لگا: ہاں جناب آپ کو گھر پسند آگیا؟

وہ کہنے لگے: پسند ناپسند کی بات تو بعد میں کریں گے پہلے مجھے یہ بتاؤ کہ اس عورت اور اس کے بچوں کی کیا کہانی ہے؟

وہ گویا ہوا: جناب اس عورت کا خاوند کچھ عرصہ قبل وفات پا گیا ہے، اس کی دو بیویاں تھیں، پہلی بیوی کی اولاد بڑی ہے، وہ اس گھر کو فروخت کرکے ورثہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں، اس خاتون کے پاس کوئی دوسرا گھر نہیں ہے، اب یہ پریشان ہے کہ اگر اس کا گھر فروخت ہوگیا تو یہ چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں کو لے کر کہاں جائے گی، مگر دیگر ورثاء مصر ہیں کہ اس گھر کو فوراً فروخت کیا جائے۔

اس فاعل الخیر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری ذرا غور کیا اور پھر کہنے لگا: اس کی قیمت کتنی ہے؟ اس نے قیمت بتائی تو کہنے لگا: میں اسے خریدتا ہوں، اور کل تمہیں مطلوبہ رقم مل جائے گی، تم لوگ اس کی نقل ملکیت کے اوراق تیار کرو۔

چند دنوں میں یہ گھر اس کی ملکیت میں آگیا اس نے اس کی قیمت بھی ادا کردی، رقم ورثاء میں تقسیم بھی ہوچکی تھی، جبکہ اس خاتون اور اس کے بچوں کو بھی قانون شریعت کے مطابق حصہ مل گیا تھا۔

پھر ایک دن یہی شخص جو اس گھر کا نیا مالک تھا اپنے گھر میں داخل ہوا۔ جب بیوہ عورت نے اس شخص کو دیکھا تو سخت پریشان ہوگئی، اسے یقین تھا کہ اب وہ مجھے اپنی اولاد سمیت اس گھر کو فوراً خالی کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے پاس سوائے رونے اور اللہ سے خیر کی دعا کرنے کے کوئی چارہ نہ تھا۔

اب وہ رو بھی رہی تھی اور دعائیں بھی مانگ رہی تھی۔

وہ شخص اس سے کہنے لگا: بہن رونے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ کاغذات پکڑو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے یہ گھر تمہارے نام منتقل کر دیا ہے اب تم اس گھر کی بلا شرکت غیرے مالک ہو۔

خاتون کو اس نیک انسان کے الفاظ پر یقین نہیں آرہا تھا اور جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کی بات درست ہے تو اس نے روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا دیا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اور اس شخص کے لیے دعائیں کر رہی تھی، اس کی صحت کے لیے، عافیت کے لیے، کاروبار، مال و جان میں رزق میں فراخی کے لیے دعائیں کیے جا رہی تھی اور کہہ رہی تھی: اللہ کے بندے! تمہیں اللہ تعالیٰ بے حد و حساب اور ایسی جگہ سے رزق دے جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ نے اس بیوہ کی دعائیں سن لیں۔ اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بے حد و حساب رزق سے نوازا اور وہ کویت کے امیر ترین لوگوں میں سے ہو گیا۔ یہی نہیں بلکہ اس کی اولاد، اس کے پوتے، اس کے ورثاء کویت کے مشہور اور امیر لوگوں میں سے ہیں۔ ان میں اب بھی خیر و صلاح باقی ہے۔

قارئین کرام! یہ بات تو طے شدہ ہے کہ

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿٦٠﴾﴾

''احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہوتا ہے''

الرحمن: 60۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ایک حدیث پڑھیے آپ کو مزا آئے گا۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

يَا عَلِيُّ، إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى خَلَقَ الْمَعْرُوفَ وَخَلَقَ لَهُ أَهْلًا فَحَبَّبَهُ إِلَيْهِمْ وَحَبَّبَ إِلَيْهِمْ فِعَالَهُ، وَوَجَّهَ إِلَيْهِ طُلَّابَهُ كَمَا وَجَّهَ الْمَاءَ فِي الْأَرْضِ الْجَدِبَةِ، لِتَحْيَا بِهِ وَيُحْيِي بِهِ أَهْلَهَا، إِنَّ أَهْلَ الْمَعْرُوفِ فِي الدُّنْيَا هُمْ أَهْلُ الْمَعْرُوفِ فِي الآخِرَةِ'

الدر المنثور: 4/235۔

سیدنا علی بن ابی طالب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے بھلائی کو پیدا فرمایا اور بھلائی کرنے والے لوگ بھی پیدا فرمائے۔ اللہ نے ان کے دلوں میں بھلائی کے لیے محبت پیدا فرما دی اور ان کے لیے بھلائی کے کاموں کو محبوب بنا دیا۔ بھلائی کے طلب گاروں کو وہ اس طرح بھلائی کی طرف چلاتا ہے جس طرح خشک بنجر زمین کی طرف پانی کو چلاتا ہے، تاکہ وہ اس سے زندہ ہو جائے اور پھر اس زمین والے بھی خوشحال ہو جائیں۔ دنیا میں جو لوگ بھلائی والے ہیں، آخرت میں بھی وہی بھلائی والے ہوں گے''۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب مقدس قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ۭ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ ﴿٢٠﴾﴾

''جو بھلائی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس موجود پا لو گے، وہ بہت ہی بہتر اور عظیم تر اجر عطا فرمانے والا ہے''۔

المزمل: 20۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

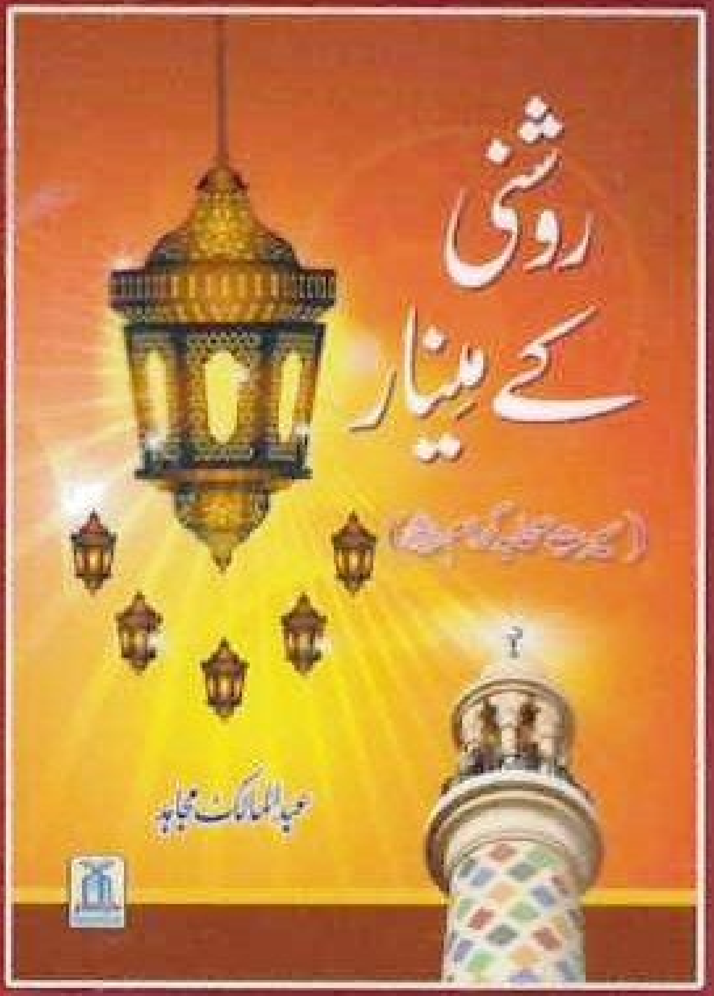

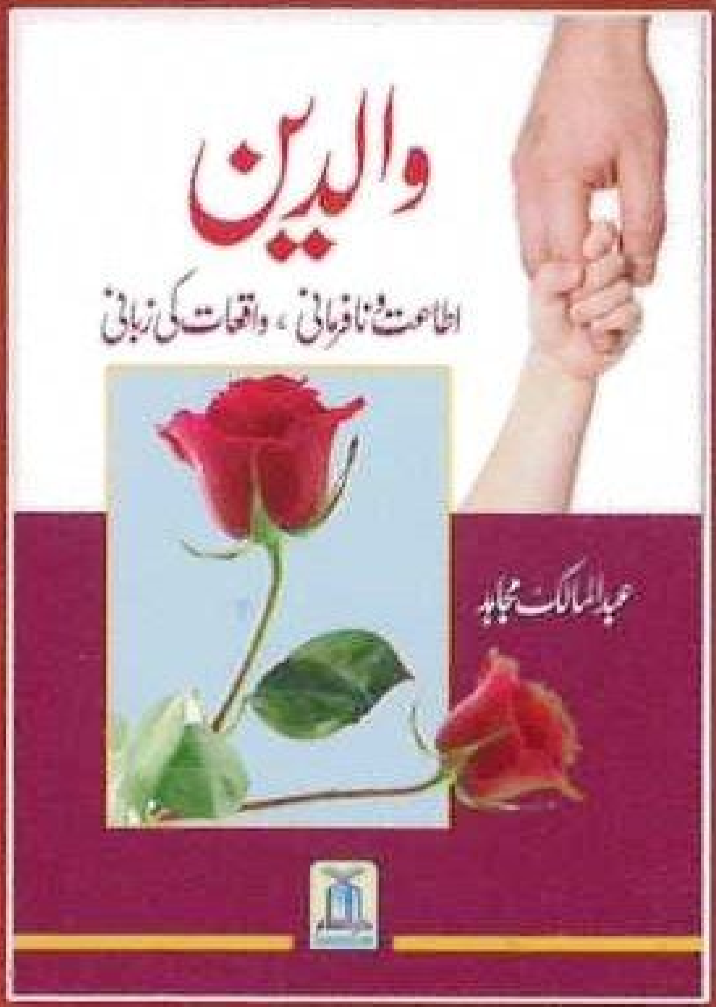

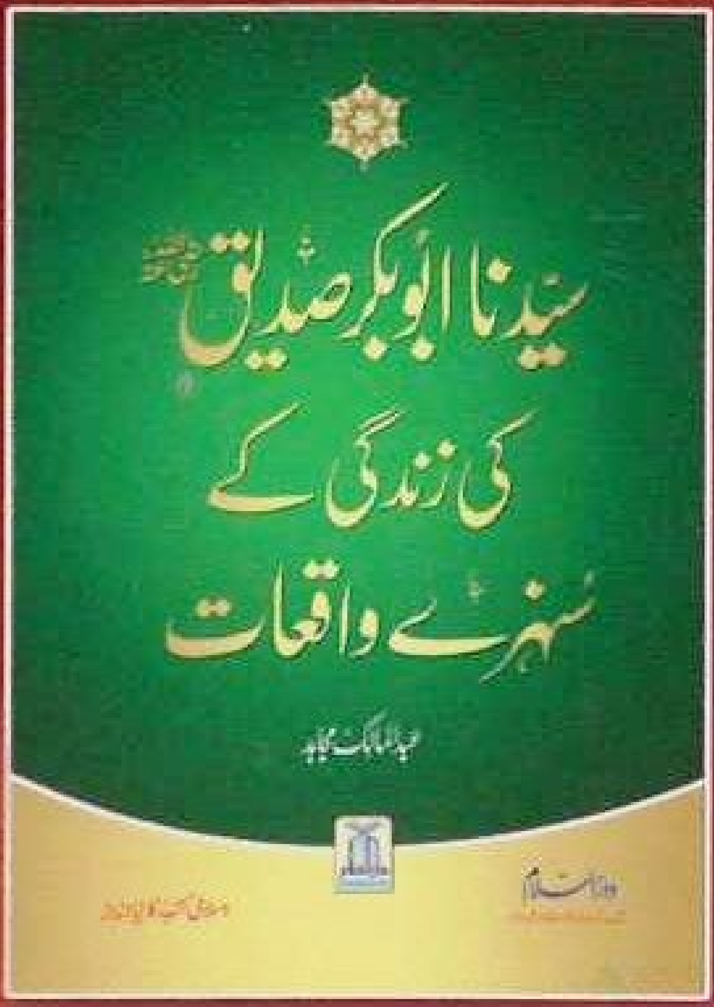

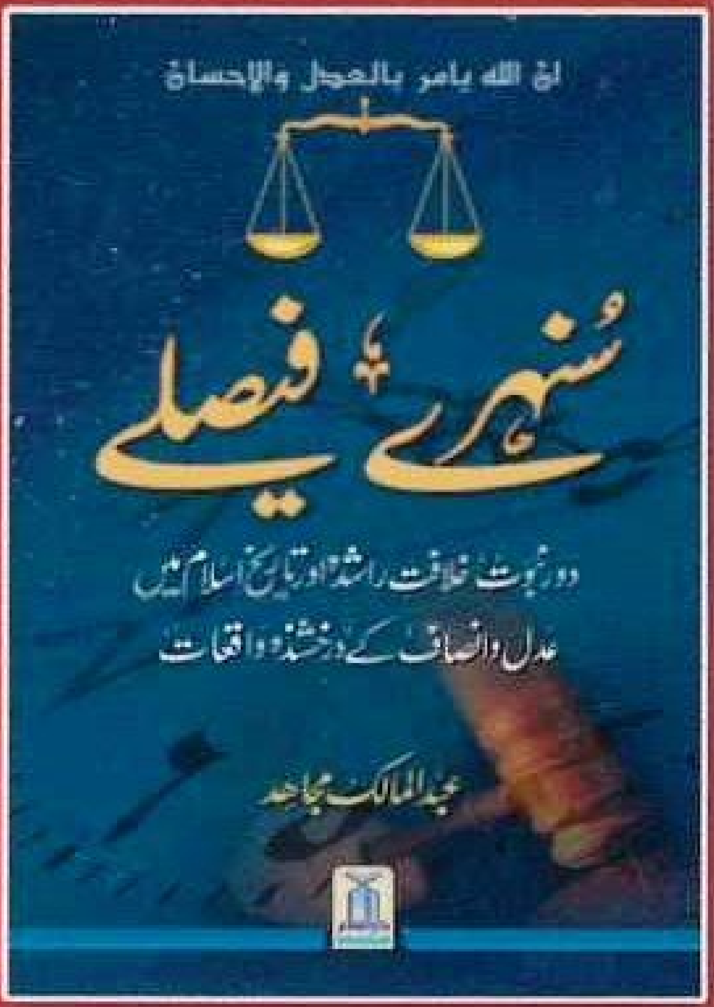

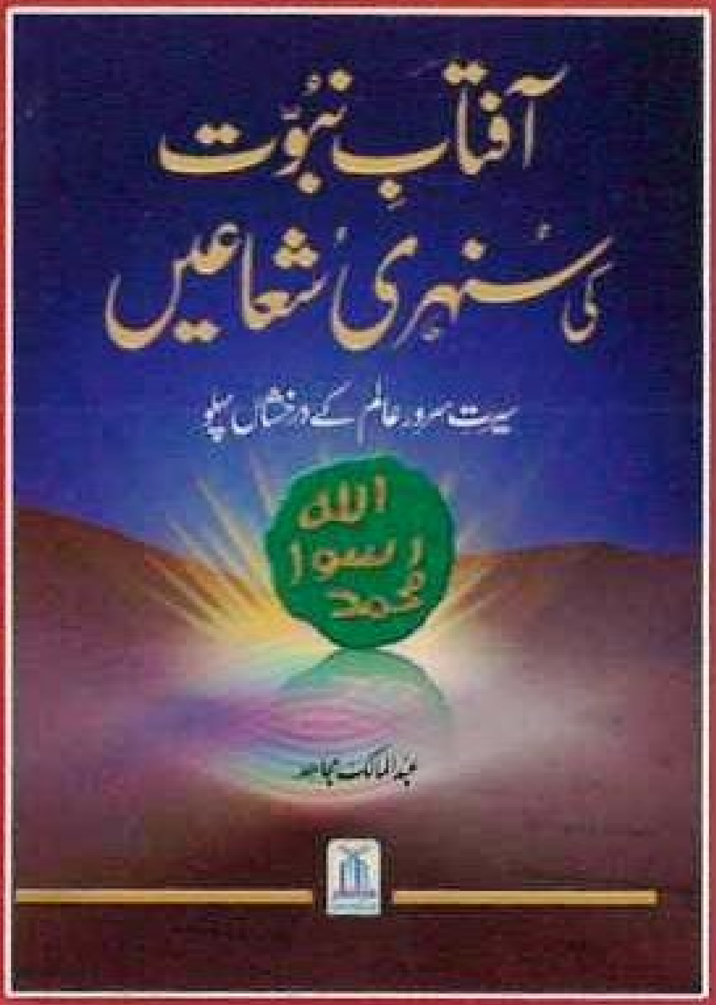

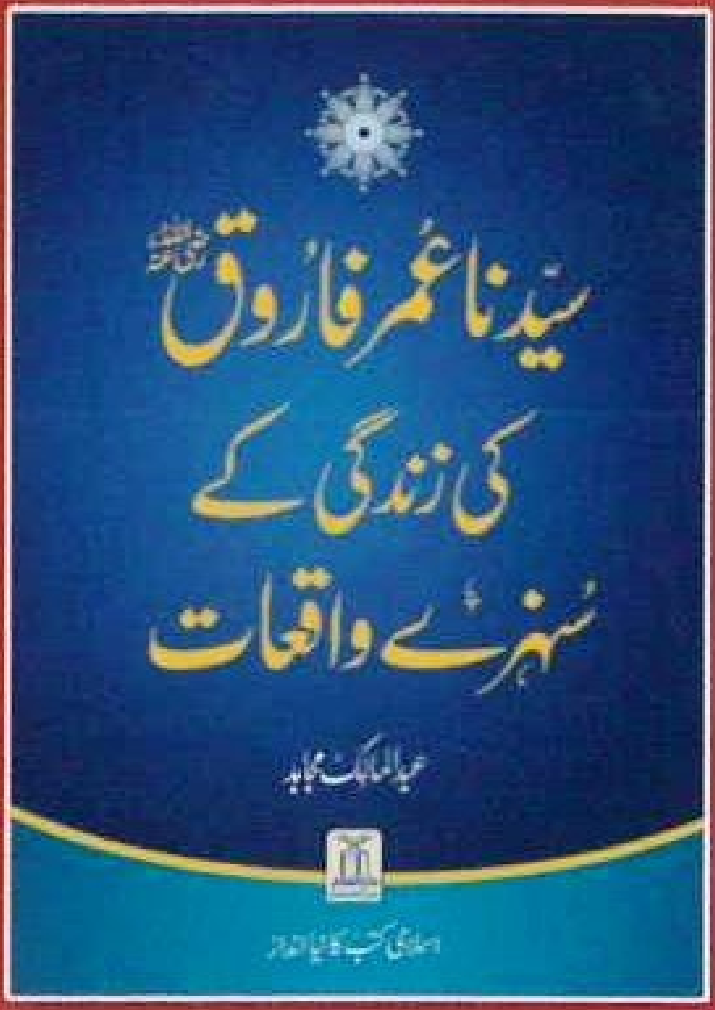

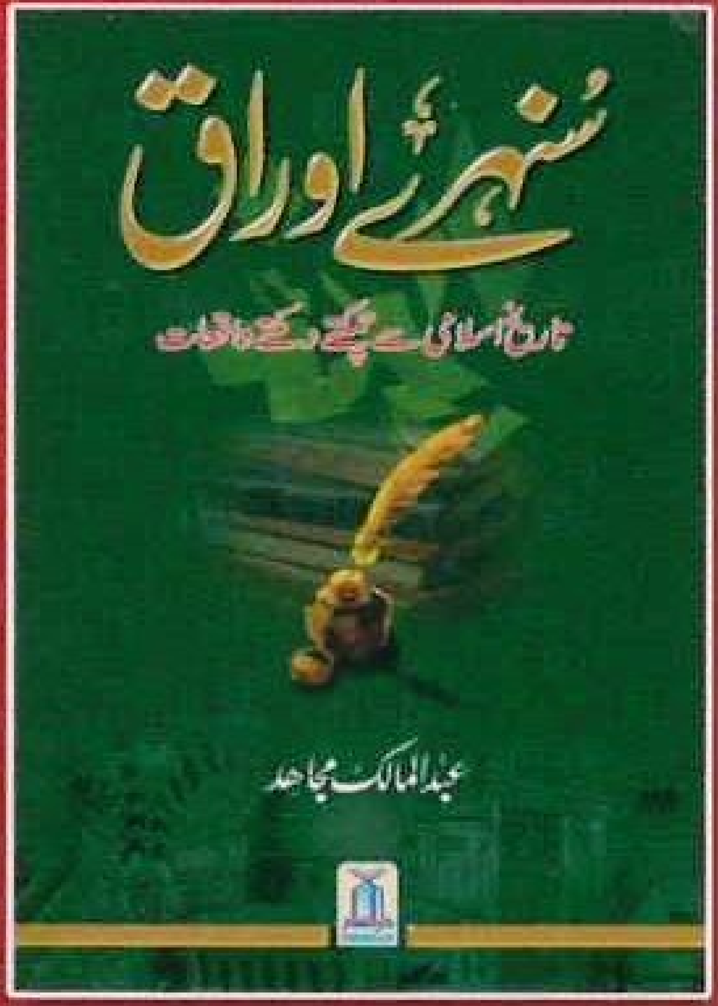

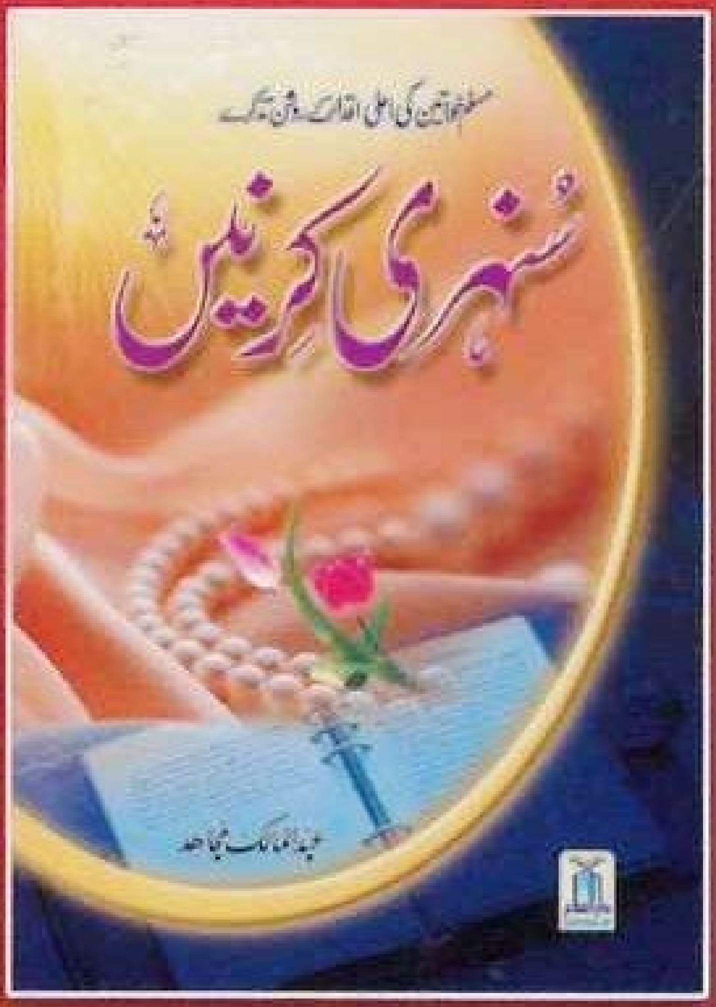

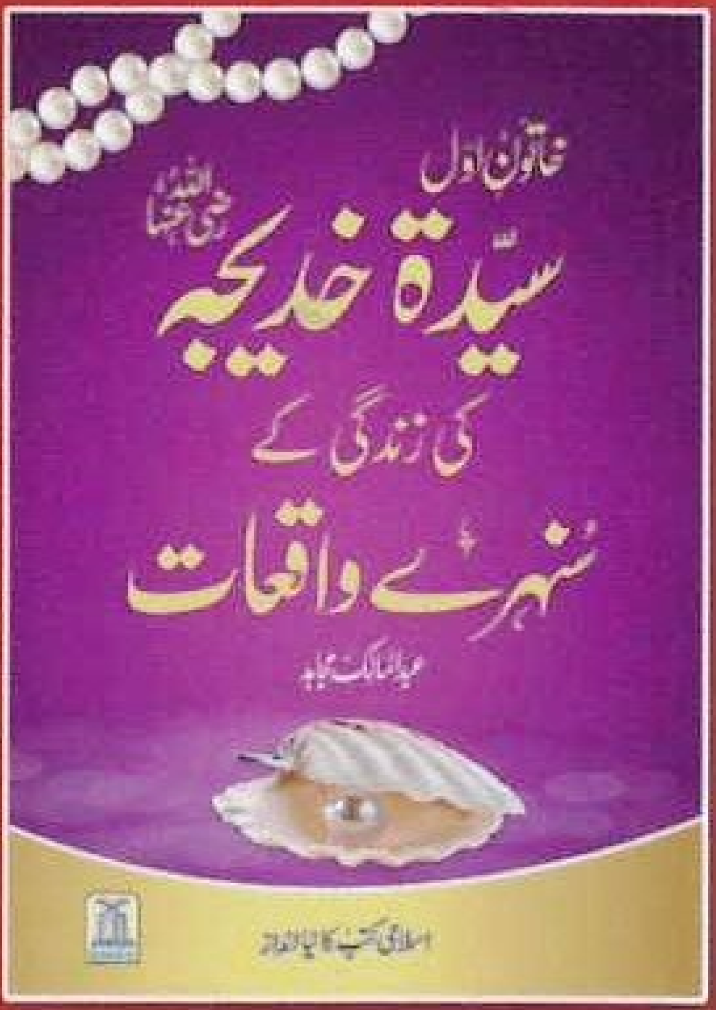

دارالسلام
کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

9786035000703

DARUSSALAM

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ